احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِدُعَاءٍ کَثِیْرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْہُ شَیْئًا، قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ دَعَوْتَ بِدُعَاءٍ کَثِیْرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْہُ شَیْئًا، فَقَالَ: اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا یَجْمَعُ ذٰلِکَ کُلَّہٗ؟ تَقُوْلُ: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْکَ الْبَلَاغُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ، رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی دعائیں بیان فرمائیں کہ ہم ان میں سے کچھ بھی محفوظ نہ رکھ سکے ہم نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ آپ نے بکثرت دعائیں فرمائی ہیں۔ کہ ہم ان میں سے کچھ بھی محفوظ نہ کر سکے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ کیا میں تم کو ایک ایسی دعا نہ بتلا دوں جو سب دعاؤں کو جامع ہو یہ دعا کیا کرو۔ اے اللہ میں تجھ سے ہر اس نیکی کو طلب کرتا ہوں جس کا مطالبہ تجھ سے تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ اور ہم ہر اس برائی سے تیرے ذریعہ پناہ مانگتے ہیں جس سے تیرے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے، اور تو ہی ہے مددگار اور تجھی پر ہے پہنچا دینا، اور نہیں ہے باز رہنا گناہ سے۔ اور نہ طاقت نیکی کی مگر تیری مدد سے (ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا، اور کہا حدیث حسن ہے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِکَ، وَالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّۃِ وَالنَّجَاۃَ مِنَ النَّارِ" رَوَاہُ الْحَاکِمُ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ وَقَالَ: حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سے یہ دعا بھی تھی۔ کہ اے اللہ! میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب مانگتا ہوں۔ اور تیری مغفرت کے اسباب اور بچا رہنا ہر گناہ سے، اور لوٹ ہر نیکی سے اور کامیابی جنت کے ساتھ اور نجات (دوزخ کی) آگ سے امام حاکم ابوعبداللہ نے (مستدرک میں)، اس حدیث کو.... روایت کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ حدیث صحیح ہے مسلم کی شرط پر۔

وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ یَدْعُوْ لِاَخِیْہِ بِظَھْرِ الْغَیْبِ اِلَّا قَالَ الْمَلَکُ وَلَکَ بِمِثْلٍ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے، کہ جو کوئی مسلمان بندہ اپنے بھائی کے لئے اس کی پیٹھ پیچھے دعا کرتا ہے۔ تو ایک فرشتہ کہتا ہے، کہ تیرے لئے بھی اتنا ہی (اور ایسا ہی) ہو (مسلم)

وَعَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ: دَعْوَۃُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِیْہِ بِظَھْرِ الْغَیْبِ مُسْتَجَابَۃٌ: عِنْدَ رَأْسِہٖ مَلَکٌ مُوَکَّلٌ کُلَّمَا دَعَا لِاَخِیْہِ بِخَیْرٍ قَالَ الْمَلَکُ الْمُوَکَّلُ بِہٖ: اٰمِیْنَ وَلَکَ بِمِثْلٍ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ترجمہ۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے۔ کہ مسلمان آدمی کی دعا اپنے بھائی کے لئے اس کے پس پشت قبول ہوتی ہے۔ اور اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مؤکل کھڑا رہتا ہے جب مسلمان اپنے بھائی کے لئے دعاء خیر کرتا ہے۔ تو وہ موکل فرشتہ آمین کہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی اتنا ہی ہے۔ (مسلم)

عَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صُنِعَ اِلَیْہِ مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِہٖ جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا فَقَدْ اَبْلَغَ فِی الثَّنَآءِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

ترجمہ۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جس شخص کے ساتھ کوئی بھلائی کا معاملہ کیا گیا۔ اور اس نے اس کے کرنے والے سے کہا، جزاک اللہ خیراً (یعنی تجھے اللہ بہترین بدلہ دے)، تو اس نے اس کی تعریف اور بدلہ کامل طریقہ سے ادا کر دیا (ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا۔ اور کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَا تَدْعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰی اَوْلَادِکُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰی اَمْوَالِکُمْ لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰہِ سَاعَۃً یُسْأَلُ فِیْھَا عَطَآءً فَیَسْتَجِیْبَ لَکُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ترجمہ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ نہ بددعا کرو اپنی جانوں کے لئے اور نہ بددعا کرو اپنی اولادوں کے لئے، اور نہ بددعا کرو اپنے مالوں کے لئے، کیونکہ ممکن ہے کہ یہ بددعا کی ساعت اس ساعت کے موافق ہو جائے جس میں حق تعالےٰ سے عطا کا سوال کیا جاتا ہے۔ اور تمہاری یہ بددعا بھی قبول کر لی جائے (مسلم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۱۴ر ذی قعدہ ۱۳۸۹ھ
۲۳ر جنوری ۱۹۷۰ء

جلد ۱۵
شمارہ ۳۶

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

کعبۃ اللہ کی توہین!

کیا آزادئ تحریر اسی لئے حاصل کی گئی ہے ؟

پاکستان کے صدر مملکت جنرل آغا محمد یحییٰ نے عوام الناس کے جذبات و احساسات کا احترام کرتے ہوئے تحریر و تقریر پر عائد شدہ تمام پابندیوں کو ختم کر دیا ہے اور انہیں آزادی کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونے کے خوب مواقع مہیّا کئے ہیں۔ لیکن —— ہمیں نہایت کربناک انداز میں اس کا اظہار کرنا پڑ رہا ہے کہ موجودہ حکومت کی جانب سے عطا کردہ تحریر و تقریر کی آزادی کا غلط فائدہ اٹھایا جا رہا ہے اور بعض لوگوں نے "مادر پدر آزاد" ہونے کو آزادی سے تعبیر کر لیا ہے۔ اس کا مظاہرہ جماعت اسلامی کے ایک نیم ترجمان ہفت روزہ زندگی نے اپنی "حیاتِ نو" کے ساتھ ہی کرنا شروع کر دیا تھا۔

اس رسالے نے سرگودھا میں منعقد ہونے والے مشرقی اور مغربی پاکستان کے جلیل القدر علماءِ کرام اور مشائخ عظام کے عظیم الشان اجتماع کو "علماء کے حمام" سے موسوم کیا۔ اسی جریدۂ مبارک "زندگی" نے کوثر و تسنیم میں دھلی ہوئی زبان استعمال کرتے ہوئے مولانا غلام غوث ہزاروی کو "کامریڈ" کا لقب عطا فرمایا۔ اور شخصیات کی اہانت سے تجاوز کر کے اب یہ پرچہ کعبۃ اللہ کی توہین و تذلیل کے بھی درپے ہو گیا ہے۔

چنانچہ ۲۹ر دسمبر ۱۹۶۹ء کے شمارہ ۱۷ میں "عارف افتخار کا عزمِ حج" کے زیرِ عنوان جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ من و عن درج ذیل ہے:-

"خبر گرم ہے پاکستان کے مشہور کمیونسٹ رئیس زادے جناب عارف افتخار حج کو جا رہے ہیں تاکہ پاکستانی مسلمانوں کو اپنی "مسلمانی" کا ثبوت دینے کے ساتھ ساتھ نو سو چوہے پورے ہونے کا اعلان بھی فرما دیں —— عارف افتخار کو "انگور کی بیٹی" سے عشق ہے اور وہ اس کے بغیر ایک لمحہ بھی چین سے نہیں رہ سکتے اور حرمین میں یہ "محترمہ" پائی نہیں جاتیں۔ ہمیں تشویش ہے کہیں وہ بیمار نہ پڑ جائیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں۔ حضرت مفتی محمود نے انہیں یقین دلا دیا ہے کہ کعبۃ اللہ میں بھی اس کا انتظام ہو جائے گا اور وہ یہ کہ وہ خود وہاں اس کا نظارہ کر چکے ہیں۔"

مفتی صاحب کا یہ کہنا غلط ہو یا صحیح، ہم عارف افتخار کی صحت مندی کے لئے دعاگو ہیں ان کے دم سے ہی "بازارِ سیاست" حقیقی معنوں میں بازار ہے ان کے مزاج ناساز ہو گئے تو کیا ہوگا؟"

(ہفت روزہ زندگی ص۲۶ ۲۹ر دسمبر)

مندرجہ بالا خط کشیدہ الفاظ پر ایک بار پھر نگاہ ڈالئے اور خود ہی فیصلہ کیجئے، کیا مفتی محمود صاحب کی مخالفت میں یہ لوگ اس حد تک اندھے نہیں ہو گئے ہیں کہ خداوندِ قدوس کے مقدّس ترین مقام کعبۃ اللہ کی اہانت اور تذلیل کی شرمناک جسارت سے بھی گریز نہیں کرتے؟ آخر وہ کون لوگ ہیں جنہوں نے جماعتِ اسلامی کے ان صالح اخبار نویسوں کو یہ معلومات فراہم کی ہیں کہ مفتی محمود صاحب نے عارف افتخار کے لئے کعبۃ اللہ میں "انگور کی بیٹی" (شراب) کے انتظام کا یقین دلایا ہے؟ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

عارف افتخار کے حج بیت اللہ، اس کی نمازوں، اس کی عبادت اور ایک کلمہ گو مسلمان کے اسلام کو تسلیم نہ کرنے والے خداوندِ عالم کے حضور خود اس کے جواب دہ ہوں گے۔ اور پاکستان کے ایک ممتاز عالمِ دین مفتی محمود کو بدنام کرنے والے اور اس پر شرمناک قسم کی تہمت باندھنے والے دنیا اور آخرت میں اس کی سزا پائیں گے لیکن ہمیں جس بات کا دُکھ اور جس چیز کا صدمہ ہے وہ یہ کہ خداوندِ عالم کے پاکیزہ گھر کعبۃ اللہ کا شراب کے ساتھ کیوں تعلق جوڑا گیا ہے؟ زندگی کے ایڈیٹر نے عارف افتخار اور مفتی محمود کے ناموں کی آڑ لے کر اور

فرضی کہانی وضع کر کے کعبۃ اللہ کی سخت توہین کی ہے اور جماعت اسلامی کے رہنماؤں کا یہ طرزِ عمل بن گیا ہے کہ وہ کعبۃ اللہ کی توہین کو شاہ فیصل کے ساتھ "تقرّب و مواخاۃ" کا بہت بڑا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ مودودی صاحب نے اپنے پرچے "ترجمان القرآن (مارچ ۱۹۵۲ء عدد ۱)" میں جب سعودی عرب کے حکمرانوں کے خلاف تنقید کے لئے قلم اٹھایا تو "کعبے میں برہمن" اس کا عنوان قائم کیا تھا اور اب سعودی عرب میں فریضۂ حج کو جانے والے ایک شخص کی ذات پر تنقید کی گئی ہے تو "زندگی لاہور" کے ایڈیٹر نے کعبۃ اللہ کے ساتھ "شراب" کا پیوند لگا دیا ہے۔

"زندگی" نے مختلف عنوانات کے ساتھ سنسنی خیزی اور مختلف "شخصیات" کی توہین و تذلیل کا جو مشغلہ شروع کر رکھا ہے اپنا دائرۂ کار اسی تک محدود رکھے اور پیٹ کا جہنم بھرنے کے لئے انہوں نے جو وطیرہ اختیار کر لیا ہے اپنی زندگی کو اسی میں کھپا دیں تو ہمیں چنداں اعتراض نہیں۔ ہمیں تو صرف یہ شکایت ہے۔ کہ "بازی بازی با ریشِ بابا ہم بازی" کے مصداق وہ شعائر اللہ کی تذلیل و توہین سے باز رہیں۔

ہم پاکستان کے وزیر اطلاعات و نشریات جناب نواب زادہ شیر علی خاں کی خدمت میں بھی خصوصیّت کے ساتھ عرض کریں گے کہ وہ "زندگی" کی اس ناپاک جسارت کا سختی کے ساتھ نوٹس لیں اور شعائر اللہ کی اہانت و گستاخی کرنے والوں کو عبرتناک سزا دے کر ایسے واقعات کا پورا سدّباب کریں، تاکہ آزادیٔ تحریر کا ناجائز فائدہ اٹھا کر کسی کو لوگوں کے اسلامی جذبات مجروح کرنے کی جسارت نہ ہو سکے۔

معیاری تعلیم گاہیں قائم کرنے کی ضرورت

اس حقیقت سے مجالِ انکار نہیں کہ پاکستان میں معیاری تعلیم کے ادارے اور مثالی درس گاہیں نہ صرف محدود ہیں بلکہ ان کی حیثیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ قوم کی اس بنیادی ضرورت سے اعراض، تغافل اور بے توجہی کا نتیجہ یہ نکلا کہ غیر ملکی مشنریوں کو کھل کر کام کرنے کا وسیع میدان مل گیا۔ چنانچہ انہوں نے ملکی اور غیر ملکی زرِکثیر کے بل بوتے پر مسلم قوم کے نونہالوں کو اپنی ارتداد آمیز سرگرمیوں کا ہدف بنایا۔ انہوں نے بظاہر تعلیم اور نظم و ضبط کا معیار "مقابلۃً" بہتر بنایا لیکن درپردہ نوبت بایں جا رسید کہ جو بچے اس وقت مشنری سکولوں میں تعلیم پا رہے ہیں ان کے بارے میں کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ فکر و نظر کے اعتبار سے وہ مسلم قوم ہی کے فرزندانِ ارجمند ہیں۔ ان کی ذہنی ساخت و پرداخت اور ان کی تہذیبی اور معاشرتی اصلاح و تربیت میں اسلام اور رسولِ اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذاتِ گرامی کو اسوہ نہیں بنایا جا رہا ہے بلکہ ان بچوں کی ہر ممکن طریق سے عیسائی بنانے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے ہؤا کہ ہمارے تعلیمی اداروں کی زبوں حالی کی داستانیں عام ہوتی رہیں۔ دولت مند اور صاحب ثروت طبقہ زر و جواہرات کے ڈھیروں پر بیٹھا قومی تعمیر و اصلاح کے ایک ایک پروگرام کو پھنکارتا رہا اور موزوں صلاحیّتوں کے حاملین ذاتیات کے چکروں میں الجھے رہے اور اس طرح قومی سطح کے تمام مراحل تشنۂ تکمیل رہے۔

آج ہم جس بے تابی اور تشویش کے عالم میں عیسائی مشنریوں کی تبلیغی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ اس تشویش و اضطراب کے خاتمہ اور مشنریوں کی تمام سرگرمیوں کو غیر مؤثر بنانے کی واحد صورت یہی ہو سکتی ہے کہ مسلمانوں میں قومی عصبیّت پیدا کی جائے اور نہایت ہی اعلیٰ اور بلند معیار کی مثالی درس گاہیں قائم کی جائیں۔ جن میں تعلیم، صحت و صفائی اور تربیت و اصلاح کا ایسا معیار قائم ہو کہ انہیں دیکھ کر خود عیسائی مشنری بھی اپنی کارگذاریوں پر ندامت اور شرمندگی محسوس کریں۔

ہماری رائے میں اس قسم کے تعمیری اور اصلاحی پروگراموں کو جلد از جلد عملی جامہ پہنانا بے حد ضروری ہے۔ اس کے دو فائدے ہوں گے۔ ایک طرف پاکستانی بچے اس غیر ملکی اثر سے محفوظ رہیں گے جو قومی اندازِ فکر سے ہم آہنگ نہیں ہے اور دوسری طرف معیارِ تعلیم کے فقدان کی بھی شکایت رفع ہو جائیگی۔

★

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

۲۵ جنوری بروز اتوار بذریعہ گاڑی ۱۱ بجے لاہور سے ناندلیانوالہ تشریف لے جائیں گے۔ (حاجی بشیر احمد)

خصوصی دعائے صحت

انجمن خدام الدین لاہور کے خصوصی سرپرست و معاون اور حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے خادمِ خاص جناب میجر اللہ دتہ صاحب کی اہلیہ محترمہ ایک عرصہ سے سخت مریض ہیں۔ خدام الدین کے تمام قارئین حضرات خصوصی اوقات میں میجر صاحب کی اہلیہ محترمہ کے لئے دعا کریں اللہ تعالےٰ انہیں تمام بیماریوں سے جلد شفاءِ کاملہ عطا فرمائے۔ آمین (ادارہ)

اظہارِ تشکّر

جمعۃ الوداع ۲۴ رمضان المبارک کو والدہ محترمہ کے سانحۂ ارتحال پر جو حضرات دعائے مغفرت کے لئے تشریف لائے اور جنہوں نے ٹیلیفون یا خطوط کے ذریعے اظہارِ تعزیت کیا ان کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ انفرادی طور پر جواب دینا مشکل ہے۔ اس لئے ہم خدام الدین کی وساطت سے ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

ہم ملک کی ممتاز شخصیات اور دینی رہنماؤں کے خاص طور پر شکرگذار ہیں۔ جنہوں نے خود تشریف لا کر اظہارِ تعزیت و ہمدردی کر کے دعائے مغفرت میں حصّہ لیا۔ خصوصاً مولانا غلام غوث ہزاروی، سردار عبدالقیوم خاں سابق صدر آزاد کشمیر، مولانا محمد علی جالندہری امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، آغا شورش کاشمیری، مولانا مجاہد الحسینی، مولانا ضیاء القاسمی، مولانا تاج محمود، صاحبزادہ سید افتخار الحسن، مولانا محمد حسین چنیوٹی، سید غلام مصطفےٰ شاہ جھنگ، مولانا محمد سلیمان طارق، مولانا عبدالعزیز۔

ہم ان دینی جماعتوں اور مدارس عربیہ کے بھی ممنون ہیں۔ جنہوں نے اپنے اپنے حلقوں میں تعزیتی قراردادیں پاس کیں اور قرآن خوانی کر کے ایصال ثواب کیا۔

طالبانِ غفران

الحاج خلیل احمد لدھیانوی، حنیف رضا، محمد شفیق احمد لائلپور

مجلسِ ذکر

۲۹ رشوال المکرم ۱۳۸۹ھ مطابق ۸ رجنوری ۱۹۷۰ء

وعدوں کی باز پُرس ہو گی !

حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ : محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی :: اَمَّا بَعْدُ :-
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ : بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :-

وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل ۳۴)

ترجمہ : اور عہد کو پورا کرو بیشک عہد کی باز پُرس ہو گی۔

روحانی عروج کا ذریعہ

چار خانوادے روحانیت اور للّٰہیّت کے ہیں۔ قادری، نقشبندی، چشتی اور سہروردی — تقوٰے اور طہارت کے لئے یہ سیڑھی کا کام دیتے ہیں، روحانی عروج اور ترقیٔ درجات کے لئے، اللہ تعالےٰ جلشانہٗ کے پسندیدہ دین اسلام کے ظاہر و باطن پر عمل پیرا ہونے کے لئے اللہ تعالےٰ کا جو حکم اور ارشاد ہے اس کی تعمیل اور تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ انسان اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر امراض روحانی سے نجات حاصل کرے۔ یہ مجلسِ ذکر ہر جمعرات کو محض رضائے الٰہی کے لئے، سبق دہرانے کے لئے اور جمعیّت کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے حضور سلام پیش کرنے کے لئے اور اللہ کا پاک نام استغاثے کے طور پر پیش کرنے کے لئے منعقد ہوتی ہے۔

امّتِ مُسلمہ کے فرائض

آج تلاوت کردہ آیت پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں وعدے کی اہمیّت اور وعید کو پورا کرنے کی جو ہم پر ذمّہ داری عائد ہوتی ہے اُس کا ذکر ہے۔ ہم لوگ عام آبادی کے انسانوں سے مختلف ہیں۔ کیونکہ ہم کلمہ گو ہیں۔ ہم امّتِ محمدیّہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ہوتے ہوئے اللہ تعالےٰ کی بہت بڑی عنایت اور رحمت سے مستفید ہیں۔ ہم پر ساری دنیا میں اللہ تعالےٰ کے دین کے غلبے اور برتری کی ذمّہ داری ہے اللہ تعالےٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ (التوبہ ع ۳۳)

ترجمہ : اُس (اللہ) نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اگرچہ مشرک ناپسند کریں۔

اسلام کے معاند، مخالف، دشمن، دہریے، کمیونسٹ جتنے بھی مذاہب باطلہ ہیں، بُدھ مت ہیں، ہندو مت ہیں، یا سکھ مت ہیں، یہ ہیں، وہ ہیں، ان سب کو قرآن نے منسوخ قرار دیا ہے اور قرآن اِن سب کا ناسخ ہے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امّت تمام سابقہ امتّوں سے برتر، بہتر، احسن، افضل اور سب سے اعلیٰ اور اولیٰ ہے۔ چنانچہ ہماری اور آپ کی سب سے بڑی ذمہ داری یہی ہے کہ اللہ کے دین کے غلبے اور برتری کے لئے تن من دھن نثار کر دیں، راہِ خدا میں سر دھڑ کی بازی لگا دیں۔

ہمارا دستور آسمانی ہے

اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت سے ہمیں مرتّب شدہ دستور نوازش فرما دیا یہ نہیں کہ آپ کو یا ہمیں لکھنے پر مجبور کیا بلکہ جیسا لوحِ محفوظ میں ہے ویسے کا ویسا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر، دماغ پر نقش کر دیا، لکھ دیا، چھاپ دیا — میں ایک شعر پڑھا کرتا ہوں ؎

دل میں تری تصویر سی رکھ دی ہے کسی نے
پڑتا نہیں اس آئینہ میں عکس کوئی اور

یعنی آئینے میں ہر کوئی شکل اپنی دیکھ پاتا ہے۔ لیکن جس آئینے میں کوئی تصویر رکھ دی جائے اُس میں پھر وہی تصویر نظر آئے گی اپنا چہرہ نظر نہیں آئے گا۔ اسی پر قیاس کیجئے کہ اگر خانۂ دل خالی ہوگا تو ضرور کسی نہ کسی طرح بھٹکنے کا خطرہ ہے۔ اسی لئے اللہ والوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ یہ خانۂ دل جلد از جلد اللہ تعالیٰ کی محبت سے بھر جائے۔ اور مثال یہ ہے کہ کوئی چیز اگر کسی چیز سے بھر جائے مثلاً سوکھے ٹکڑوں سے اگر پیٹ بھر گیا پھر پلاؤ زردہ آپ کے لئے ہلاکت کا باعث ہے۔ طبیعت کی خواہش نہیں ہو گی اور اگر آپ کو سخت بھوک لگ رہی ہو، کچھ میسّر نہ آئے، سوکھی روٹیاں بھی مل جائیں، اچار مل جائے تو وہ بھی اس وقت پلاؤ زردے سے زیادہ لذیذ لگتا ہے۔ طلبِ تشنگیٔ حق کی ضرورت ہے۔ گمراہی اور فسق و فجور جب عام ہو جاتا ہے تو پھر نیکوکار ہدایت کے متلاشی ہوتے ہیں۔ کسی نیک کو امام اور لیڈر بنانا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کا دستور بھی یہ ہے کہ ہر اُمّت میں ہادی، پیشوا، پیغمبر، نبی کے لقب سے بھیج دیتے ہیں۔ اب اس کا بھی دروازہ بند ہو گیا ہے۔ سابقہ امّتوں کی ہدایت کی ذمّہ داری بھی امّتِ مُسلمہ پر ہے۔ ارشادِ باری ہے۔ وَاللّٰہُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط (المائدہ ۶۷) تمام لوگوں سے حفاظت اللہ کے نبیؐ کی ہو گی۔ اور اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بھی اللہ تعالےٰ حفاظت فرمائیں گے۔

قرآن کی صداقت

مولانا لال حسین اختر کو مرزائیوں نے لکھایا پڑھایا اور ان پر بہت رقوم خرچ کیں۔ لیکن اللہ نے اُن کو اُن کے جال سے نکال کر مسلمان بنا دیا۔ ع

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

وہ سنایا کرتے ہیں کہ رامچندر جی ہندو آریہ سماجیوں کا بہت بڑا مناظر

تھا اُس کے ساتھ ان کا ایک دفعہ مناظرہ ہوا تو انہوں نے فوراً وید اشلوک پڑھ ڈالے اور اس بیچارے کو ایک بھی پڑھنے کی توفیق نہ ہوئی لیکن قرآن کی آیات وہ بھی فرفر پڑھتا تھا۔ یہ قرآن کی صداقت اور عظمت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس کی حفاظت کا ذمّہ لیا تو اس کی حفاظت کا انوکھا طریقہ یہ جاری کیا کہ انسانوں ہی کے دلوں دماغوں میں اس کو محفوظ فرما دیا۔

مَیں یہ بات اکثر کہا کرتا ہوں کہ اگر خدا نخواستہ قرآن کے سارے نسخے خاک سیاہ کر دئے جائیں (نعوذ باللہ، خاکم بدہن۔ نقل کفر، کفر نباشد) مٹا دئے جائیں، دفن کر دئے جائیں، تب بھی حفّاظ دنیا کے کونے کونے میں موجود ہیں، چند گھنٹوں کے اندر دوبارہ قرآن واپس لا سکتے ہیں۔ لیکن دنیا کی کوئی اور کتاب غت ربود کر دی جائے، پھر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اُس کا ایک نقطہ بھی واپس لایا جا سکے۔

علماءِ حق ہی آپ کے خیر خواہ ہیں

اسی قرآن کی سالگرہ کا مہینہ رمضان المبارک ہم نے ابھی حال ہی میں گذارا ہے۔ دن رات ہم پر واجب ہے کہ ہم قرآنی احکام کے نفاذ کے لئے کوشش کرتے رہیں۔

جہاں قرآن کے دوسرے احکام ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۔ جو وعدہ آپ اللہ سے کرتے ہیں یا مخلوق خدا سے کرتے ہیں اُس کی ذمّے داری عمل کی آپ پر آ پڑی۔ اگر اللہ تعالےٰ آپ کو آفاتِ ارضی یا سماوی میں مبتلا کر دیں پھر آپ مجبور ہیں۔ پھر کوئی قانون لاگو نہیں۔ آخر موت بھی تو آ سکتی ہے، کوئی بڑی بات نہیں۔ ع

سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

لیکن اگر جان ہے، آن ہے صحت و تندرستی باقی ہے، پھر جو خدا سے وعدہ کریں یا مخلوق خدا سے اُس پر بازپرس ہوگی اگر عمل کریں گے تو جزا، نہیں کریں گے تو سزا۔ مومن کی تو نشانی ہی یہ بتائی گئی ہے اِذَا وَعَدَ وَفَا۔ وعدہ کرے تو اس کو پورا کرے۔ منافق کی نشانی یہ ہے کہ اِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ، جب وعدہ کرے تو وہ اس کی خلاف ورزی کرے۔ تو سب سے پہلے عہد ہماری ارواح نے دنیا میں آنے سے کہیں پہلے اللہ رب العزّت سے کیا تھا۔ جب کہ اس دنیا کا لفافہ اور وجود اور یہ مٹی کا جسد بلکہ ابھی ایک نقطہ بھی نہیں بننے پایا تھا تو اللہ تعالےٰ نے سوال کیا تھا کہ تمارا رب کون ہے؟ قَالُوْا بَلٰی۔ سب نے تسلیم کیا کہ تیرے بغیر کون ہو سکتا ہے۔ اس لئے جب ہم نے اللہ تعالےٰ سے وعدہ کیا تو پھر اس دنیا میں دین کو اپنانا ہم پر فرض ہے۔

اسی طرح ہمیں اپنے ہر وعدے کو پورا کرنا چاہئے۔ ہم نے ۱۹۴۷ء میں جب پاکستان حاصل کیا تھا تو قوم سے وعدہ کیا تھا کہ اس مملکتِ خداداد میں اللہ اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فرامین کا اجراء کر کے اس کو ایک فلاحی مملکت بنا کے دنیا کو دکھلا دیں گے کہ محمّد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام لیوا اپنے قول کے پکّے اور بات کے سچّے ہیں اور ایک بار دنیا دیکھ لے گی کہ اس مصائب و آلام سے پُر دنیا میں اسلام کا بول بالا کر کے مسلمان یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ یہی دنیا جنّت کا نمونہ بن سکتی ہے۔ لیکن اے کاش ہم نے وہ وعدہ طاق نسیاں پر رکھ دیا۔ اور آج تک ہم اپنی بائیس سالہ تاریخ کا ایک باب بھی نہ لکھ سکے۔ علماء کو نہ تختِ شاہی کی ضرورت ہے نہ ہی اختیارات کی طلب ہے وہ اپنی ہر کوشش اسی مقصد کے لئے کر رہے ہیں کہ اس دنیا میں پانچویں بڑی مملکت اور سب سے بڑی اسلامی سلطنت میں اللہ اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بتلائے ہوئے قوانین کو بالا دستی حاصل ہو سکے تو عوام الناس اشتراکیت آمریّت، ملوکیّت، سامراجیّت وغیرہ کی لعنتوں سے آزاد ہو کر سُکھ چَین کی زندگی گذار سکیں۔ جب ۲۲ سال کی طویل مدت میں یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا تو علماءِ حق نے اپنی تمام مساعی یکجا کر کے آئندہ الیکشنوں میں بھرپور حصّہ لینے کا عزم کر لیا ہے۔ اگر قوم نے اپنے مخلص اور خیرخواہ علماء کو کامیاب بنا دیا تو پھر نہ امریکی استبداد سے خطرہ رہے گا نہ ہی سوشلزم اور کیمونزم کی ریشہ دوانیوں سے کوئی کھٹکا رہے گا۔ اسلام اس مملکت کا دستور بن جاتے تو پھر انشاء اللہ یہ ایک مثالی مملکت بن جائے گی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اس ذمہ داری سے عہدہ برآء ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور قوم کو اپنے محسنوں اور خیرخواہوں کو پہچاننے اور سبز باغ دکھلا کر اسلام اسلام کی دُہائی دینے والوں کی چالوں سے بچائے۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

حاجی غلام قادر امرتسری کا انتقال

حلقۂ احباب میں یہ خبر انتہائی صدمے کے ساتھ سنی جائے گی کہ مشہور قومی کارکن حاجی غلام قادر امرتسری برتن فروش کسیرا بازار لاہور ایک عرصہ بیمار رہ کر داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

حاجی غلام قادر مرحوم بڑے نیک، پابند صوم وصلوٰۃ اور سخی تھے۔ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہما اللہ کے خاص خدام میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ ان بزرگوں کو بھی حاجی غلام قادر کے ساتھ گہری محبت اور وابستگی تھی۔

گذشتہ سال کوئلے کی گیس نے ان کے تنفس پر گہرا اثر ڈالا اور یہی مرض جان لیوا ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائے اور ان کی مغفرت کر کے اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر و تحمل عطا کرے۔

ادارہ خدام الدین حاجی غلام قادر کے تمام پسماندگان خصوصاً حاجی دین محمد صاحب، حاجی شبیر احمد صاحب بادامی باغ لاہور اور حاجی غلام قادر کے لڑکوں کے غم میں برابر کا شریک اور پسماندگان کے صبر و تحمل کے لئے دعا گو ہے۔ (ادارہ)

حضرت سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات

محمد شفیع عمر الدین، میرپور خاص

① تقلید حضرات علمائے مجتہدین

بس حضرات علمائے مجتہدین کی تقلید کرنی چاہیئے۔ اور ''اصول دین'' کو ان کی رایوں کے مطابق سمجھنا چاہیئے۔ اور حضرات صوفیاء کے جو افعال یا اقوال حضرات علمائے مجتہدین کی رایوں کے برخلاف ہوں ان اقوال و افعال کی تقلید نہ کرنی چاہیئے۔ مگر حسن ظن کے ساتھ حضرات صوفیاء پر طعن کرنے سے زبان بند رکھیں۔ (مکتوب ۲۲۔ دفتر اوّل)

② شرعی احکام کی پیروی

شریعت کا ہر حکم جس طرح مبتدی کے لئے واجب العمل ہے اسی طرح منتہی کے لئے بھی ہے (اس معاملہ میں) عام مومن اور خاص الخاص عارفوں میں کوئی فرق نہیں رکھا گیا۔ دونوں پر یکساں طور پر شریعت کی پیروی فرض ہے۔ مگر بعض ''خام صوفی'' اور ناعاقبت اندیش ''ملحد'' یہ کوشش کرتے ہیں کہ شرعی احکام کی رسّی اپنی گردن سے نکال ڈالیں۔ وہ احکام شرعیہ کو عوام کے لئے تخصیص کرتے ہیں اور خود کو صرف ''معرفت'' کا مکلّف بتاتے ہیں۔ (مکتوب ۲۷۶۔ دفتر اوّل)

پس شریعت اس جہان اور آخرت کی سب بھلائیوں کی ضامن ہے اور کوئی حاجت ایسی نہیں جس کے لئے شریعت کے دائرہ کے باہر قدم اٹھانے کی ضرورت پڑے۔ طریقت اور حقیقت جن سے حضرات صوفیاء کرام ممتاز ہوتے ہیں یہ دونوں شریعت کے خادم ہیں۔ (مکتوب ۳۶۔ دفتر اوّل)

③ تین اہم ترین امور

اوّل اپنے عقائد کو بزرگانِ اہلسنت والجماعت کے عقیدوں کے مطابق درست کرنا ضروری سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کی کوششوں کو شرفِ قبولیت بخشے۔

دوم۔ اس بات کا اہتمام کریں کہ فقہ والے احکام شرعیہ کے مطابق عمل کریں۔

سوم، سلوک حضرات صوفیاء کرام کے اعلیٰ طریقہ کے مطابق حاصل کریں۔ (مکتوب ۱۷۷۔ دفتر اوّل)

④ نوجوانوں کو ہدایت

جوانی کے ایّام کو غنیمت جان کر شریعت کے علوم حاصل کرنے اور شرعی احکام پر عمل کرنے میں مشغول رہیں۔ نیز اس بات کا بہت اہتمام کریں کہ یہ قیمتی عمر بے فائدہ کاموں میں ضائع نہ ہونے پائے اور لہو و لعب (کھیل تماشوں) میں تلف نہ ہونے پائے۔ (مکتوب۔ دفتر اوّل)

میرے بیٹے! کل قیامت کے دن جو چیز کام آئے گی وہ صرف صاحب شریعت حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔ (مکتوب ۱۸۴۔ دفتر اول)

⑤ نماز باجماعت کا اہتمام

ہمیشہ پنجگانہ فرض نمازیں بغیر کسی سستی اور فتور کے (مسجد میں حاضر ہوکر) باجماعت ادا کرتے رہیں۔ (مکتوب ۱۵۹۔ دفتر اوّل)

اگر رات کی عبادت اور نماز تہجد کا پڑھنا میسّر ہو جائے تو یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ (مکتوب ۴۷۔ دفتر اول)

اہتمام کریں کہ کوئی فرض نماز بغیر جماعت ادا نہ ہونے پائے بلکہ امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ بھی نہ چھوٹنے پائے۔ اور نماز مستحب وقت پر ادا ہو۔ (مکتوب ۲۶۶۔ دفتر اول)

⑥ میل جول اور تعلّق

تمام واعظوں کا خلاصہ اور جملہ نصیحتوں کا نچوڑ یہ ہے کہ میل جول اور تعلق ہمیشہ دینداروں اور شریعت کی پابندی کرنے والے حضرات کے ساتھ رکھیں۔

دینداری اور شریعت کی پابندی کا دار و مدار اس بات پر منحصر ہے کہ تعلق حق پرست جماعت اہلسنت والجماعت کے ساتھ ہو۔ کیونکہ سب اسلامی فرقوں میں سے یہی فرقہ ناجی ہے ان بزرگوں کی پیروی کے بغیر نجات ناممکن ہے اور ان حضرات کے مسلک کی تابعداری کے بغیر آخرت کی کامیابی کے دروازے بند ہیں۔ اگر اس بات کا پتہ چل جائے کہ کوئی شخص رائی کے دانے کے برابر بھی ان لوگوں کے سیدھے راستے سے ہٹ گیا ہے تو اس کی صحبت کو ہلاک کرنے والا زہر سمجھنا چاہیئے اور اس کی مجلس کو سانپ کا زہر جاننا چاہیئے۔ (مکتوب ۲۱۳۔ دفتر اول)

⑦ عمل کا وقت

عمل کا وقت گذرتا جا رہا ہے اور ہر لمحہ جو گذر رہا ہے وہ عمر کو گھٹا رہا ہے اور موت کی مقررہ گھڑی کو قریب لا رہا ہے اگر آج خبردار نہ ہوئے تو کل مرنے کے بعد حسرت و ندامت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا اور گذرا ہُوا وقت ہاتھ نہ آئے گا۔ اس لئے احتیاط کرنی چاہیئے کہ زندگی کے یہ چند روز شریعتِ روشن کے مطابق گذر جائیں تاکہ نجات کی توقع کی جا سکے۔ یہ وقت (شریعت کے احکام پر) عمل کرنے کا ہے۔ عیش و آرام کا وقت آئندہ آنے والی زندگی میں ہے۔ جو ان نیک اعمال کا ثمرہ ہے۔ عمل کے اس وقت کو عیش و آرام میں گنوا دینا ایسا ہے جیسے کہ کوئی شخص اپنی کھیتی کو پکنے سے پہلے کچا کھا جائے اور (کاٹنے کے موسم میں) اسے پختہ پھل سے محروم رہے۔ (مکتوب ۹۸۔ دفتر دوم)

⑧ اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھنا

خدا تعالےٰ کی معرفت اس شخص پر حرام ہے جو اپنے آپ کو فرنگی کافر سے بہتر سمجھے۔ لہٰذا بزرگانِ دین سے بہتر سمجھنے والے کے بارے میں آپ خود رائے قائم کر سکتے ہیں (کہ یہ فعل کس قدر بُرا ہے) (مکتوبات ۲۶۱۔ دفتر اوّل)

⑨ شرائط اجابتِ دعوت

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں فرمایا ہے کہ ان حالات میں دعوت قبول نہ کریں :۔
۱۔ اگر دعوت کا طعام شبہ کا ہو۔
۲۔ یا دعوت کی جگہ یا مکان یا اس کا فرش حلال کا نہ ہو۔
۳۔ یا خلافِ شریعت فرش ریشمی ہو۔
۴۔ یا برتن چاندی کے استعمال ہوتے ہوں۔
۵۔ یا چھت یا دیوار پر جانداروں کی تصویریں لٹکا رکھی ہوں۔
۶۔ یا گانے کا بندوبست ہو "مزامیر" اور "ملاہی" (آلاتِ موسیقی) وغیرہ ہوں۔
۷۔ یا کوئی لہو اور کھیل تماشے کا شغل ہو۔
۸۔ یا وہاں غیبت، بہتان اور جھوٹ کی باتیں ہوتی ہوں۔
ان سب صورتوں میں دعوت کا قبول کرنا منع ہے کیونکہ مذکورہ بالا سب باتیں اس کی کراہت اور حرمت کا موجب ہیں۔
۹۔ دعوت دینے والا اگر ظالم ہو یا بدعتی ہو یا شرارتی ہو یا ریاکار ہو یا لاف زنی اور فخر کے ارادہ سے دعوت کی ہو تو ایسی دعوت بھی قبول نہ کی جائے۔
(مکتوب ۲۶۵۔ دفتر اوّل)

⑩ علم فقہ کا سیکھنا

عقائد صحیح کرنے کے بعد فقہ کے احکام سیکھنے کے سوا چارہ نہیں — شرعی فرض، واجب، حلال و حرام، سنّت، مستحب، مشتبہ اور مکروہ کے جانے بغیر گذارہ نہیں۔ فقہ کی کتابوں کا مطالعہ ضروری جانیں اور اعمال صالحہ بجا لانے میں بڑی کوشش کریں۔
(مکتوب ۲۶۶۔ دفتر اوّل)

⑪ علمائے کرام

جیسے مخلوقات کی عذاب سے خلاصی علمائے کرام کے وجود کے ساتھ وابستہ ہے ویسے ہی جہان کے لوگوں کا نقصان ان پر منحصر ہے۔ بہترین عالم جہان والوں سے بہترین انسان ہیں۔ ان میں سے جو بدترین ہیں وہ بدترین مخلوق ہیں۔ ہدایت و گمراہی ان کے وجود کے ساتھ وابستہ ہے۔
ایک بزرگ نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ فارغ اور بے کار بیٹھا ہوا ہے۔ انہوں نے اس بات کا راز دریافت کیا۔ شیطان نے کہا آج کل کے علماء (سوء) ہمارا کام کرتے ہیں۔ اور اغوا اور گمراہی میں وہی کافی ہیں ؎

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند
او خویشتن گم است کرا رہبری کند

وہ عالم جو دنیاوی کامیابی کا خواہاں ہے اور تن پروری اس کا شیوہ ہے وہ خود گمراہ ہے دوسروں کی رہبری کیسے کر سکتا ہے۔ (مکتوب ۵۳۔ دفتر اول)
بے شک جو علماء کرام دنیا سے بے رغبت ہیں، وہ جاہ و ریاست، مال و دولت اور بڑا بننے کے خیالات سے آزاد ہیں وہ علمائے آخرت ہیں، وہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور مخلوقات میں سے بہترین انسان ہیں۔ کل قیامت کے دن ان کی سیاہی فی سبیل اللہ شہیدوں کے خون کے ساتھ تولی جائے گی اور ان کی سیاہی کا پلّہ بھاری ہو جائے گا — وَ نَوْمُ الْعُلَمَاءِ عِبَادَۃٌ اور علماء کا سونا عبادت ہے ان حضرات کی شان میں ثابت ہے۔ کیونکہ آخرت کا جمال ان کی نظروں میں مستحسن ہے۔ دنیا کی قباحت اور برائی کا ان کو مشاہدہ ہو گیا ہے۔ آخرت کو انہوں نے بقا کی نظر سے دیکھا ہے اور اس کو فانی دنیا کے پیچھے پڑ کر داغدار نہیں کیا۔ بلاشبہ انہوں نے اپنے کو باقی رہنے والی آخرت کے سپرد کیا اور دنیا فانی سے روک لیا۔
(مکتوب ۳۳۔ دفتر اوّل)

⑫ غیر شرعی ریاضات و مجاہدات

۱۔ اپنے عقائد فرقہ ناجیہ اہلسنت والجماعت کے عقائد کے مطابق درست کریں۔
۲۔ شریعت کے عملیہ احکام پر فرقۂ ناجیہ کے اقوال کے مطابق عمل کریں۔
۳۔ تصفیہ و تزکیہ اس فرقۂ ناجیہ کے صوفیائے کرام کے طریقہ کے مطابق کریں۔
بخلاف پہلے دو رکنوں کے اس اخیری رکن کا وجوب استحسانی ہے۔ اصل اسلام پہلے دو رکنوں کے ساتھ وابستہ ہے اور کمالِ اسلام کا تعلق اخیری رکن پر منحصر ہے۔
جو عمل ان ارکان ثلاثہ کے برخلاف ہو، اگرچہ بہت بڑی ریاضتیں ہوں یا سخت مجاہدے ہوں، گناہ میں داخل ہے وہ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی ہے اور اس کی ناشکرگذاری ہے۔
ہندو برہمنوں اور فلاسفۂ یونان نے ریاضات و مجاہدات میں کوئی کسر نہیں چھوڑی کیونکہ وہ سب ریاضات حضرات انبیاء علیہم السلام کے احکام کے مطابق عموماً اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق خصوصاً نہیں کی گئیں رَد ہیں، قابلِ قبول نہیں اور ان کے کرنے والے آخرت سے خسارہ مند ہیں۔
(مکتوب ۱۷۔ دفتر اوّل)

⑬ جوانی کی قدر

موسم جوانی کو غنیمت جانیں، اسے لہو و لعب میں نہ گنوائیں اور اخروٹ اور منقّٰی کے عوض نہ دے ڈالیں، ورنہ آخرت میں ندامت اور پشیمانی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ اور کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ خبردار کر دینا شرط ہے۔ نماز پنجگانہ باجماعت ادا کریں۔ حلال اور حرام کے درمیان تمیز کریں۔ آخرت کے دن نجات صاحبِ شریعت حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پر منحصر ہے — فانی لذات اور فانی نعمتوں کو منظورِ نظر نہ بنائیں۔
(مکتوب ۴۴۱۔ دفتر اوّل)

⑭ دل آزردہ نہ ہونا

لوگوں کے کہنے سننے سے آزردہ نہیں ہونا چاہیئے۔ لوگ جو باتیں تمہاری طرف منسوب کرتے ہیں اگر وہ تم میں نہیں۔ تو کسی قسم کے فکر کی بات نہیں۔ یہ بڑی دولت ہے کہ لوگ کسی کو بد سمجھیں اور درحقیقت وہ نیک اور صالح ہو۔ اگر معاملہ اس کے برعکس ہو (کہ لوگ بد کو نیک جانیں) تو یہ معاملہ خطرے کا باعث ہے۔ (مکتوب ۱۴۹۔ دفتر اوّل)

⑮ نظر مسبب الاسباب پر رکھو

مقامِ تعجب ہے کہ ہمہ تن عالمِ اسباب کے دام میں پھنس گئے ہو اگرچہ مسبب الاسباب تعالےٰ و تقدّس نے چیزوں کو اسباب پر مترتب کیا ہے۔ مگر اس بات میں کون سا فائدہ ہے کہ نظر سببِ معین پر جمی رہے۔ ؎

گر درے بستہ شد اے دل دگرے بکشاید

اللہ تعالےٰ اسباب کا ایک دروازہ بند کرتا ہے تو دوسرا کھول دیتا ہے اس لئے نظر ہمیشہ اللہ تعالےٰ پر ہونی چاہئے۔
(مکتوب ۱۴۹۔ دفتر اوّل)

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

محمد نصیر ہمایوں

قسط دوم

امام کا سن ولادت

امام مالکؒ کی ولادت کا سنہ مختلف فیہ ہے۔ مؤرخ یافعی نے طبقات الفقہا میں ۹۴ھ لکھا ہے۔ ابن خلکان نے ۹۵ھ بتایا ہے لیکن صحیح تاریخ ولادت ۹۳ھ ہے جیسا کہ محدّث ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں اس کی تصریح کی ہے۔ چنانچہ سمانی نے کتاب الانساب میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ کہ یہ تاریخ بسند امام کے شاگرد خاص یحییٰ بن بکیر سے مروی ہے جو مدتوں امام مالکؒ کی صحبت میں رہے ہیں۔

بزرگوں نے اپنے اس نورِ چشم کا نام مالکؒ رکھا جو کہ آگے چل کر مدینہ کے بیش بہا علمی خزانوں کا مالک بننے والا تھا۔

سیدنا حضرت امام ابوحنیفہؒ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ اسی لحاظ سے امام مالکؒ ان سے عمر میں تیرہ برس چھوٹے تھے۔ اس وقت بنو امیہ کی حکومت کا اوج شباب تھا۔ ولید بن عبدالملک جو اموی حکومت کا تیسرا خلیفہ تھا سریر آرائے خلافتِ دمشق تھا۔ فتوحات اسلامیہ کا سیلاب مشرق میں ترکستان، کابل اور سندھ کو عبور کر چکا تھا اور مغرب میں افریقہ اور اسپین کی سرزمینوں میں موجیں مار رہا تھا۔ یہ عجیب اتفاق ہے۔ کہ جس عہد میں امام مالک پیدا ہوئے اس کا تاجدار جس سرزمین کو تلوار سے فتح کر رہا تھا، امام کے علم نے سب سے زیادہ وہیں قبضہ حاصل کیا، یعنی طرابلس ٹیونس، الجزائر، مراکش اور اسپین میں،

تعلیم و تربیت

آپ نے جس سرزمین میں جنم لیا تھا وہ مقدس شہر مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ آپ نے ہوش سنبھالا تو اپنے آپ کو علم کی آغوش میں پایا۔ خود گھر اور گھر سے باہر تمام شہر علماء و فضلا کا مخزن تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد سینکڑوں صحابہ دور افتادہ مقامات میں نکل گئے تھے لیکن معدن (کان) سونا نکلنے کے بعد بھی معدن ہے، تمام اکابر صحابہ جو علومِ شریعت کے امین اور قرآن و سنت کے خزینہ دار تھے۔ اسی شہر اقدس میں سکونت پذیر تھے۔ عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اور عہدِ نبویؐ کے بعد بھی چوبیس پچیس برس تک تمام حکومت اسلامیہ کا یہ مرکز تھا۔ یہیں سے احکام و فتاویٰ فقہائے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ کی مجلس میں طے ہو کر تمام دنیائے اسلام میں پھیلتے تھے

مدینہ منوّرہ کے فقہائے صحابہؓ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو اسرار شریعت کے راز دان تھے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال و سنن کا متبع اور واقف کار کوئی دوسرا نہ تھا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس جو حبر الامت تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جن سے بڑھ کر حدیث کا کوئی دوسرا راوی نہیں) تھے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو کاتبِ وحی تھے) ان سب کی درسگاہیں اسی مقدس شہر میں آباد تھیں جن سے ہزاروں اشخاص وحی و سنت کے علوم کے وارث بن کر نکلے۔

صحابہؓ مدینہ منوّرہ کے تلامذہ

بیت صدیقؓ کی وارث ان کی صاحبزادی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، عائشہ صدیقہؓ کے تلامذہ کبار ان کے بھتیجے قاسم بن محمد بن ابی بکر، ان کے بھانجے عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

مسندِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانشین عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردان باخلاص نافعؒ اور عبداللہ بن دینار (آپ کے دو غلام) اور سالم بن عبداللہ ان کے فرزندِ رشید تھے۔

حضرت زید بن ثابت نے اپنی وراثت اپنے گھر میں چھوڑی یعنی اُن کے بیٹے خارجہ بن زید اس کے مالک ہوئے۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی امانت اپنے داماد سعید بن مسیب کے سپرد کی حبر الامۃ (عبداللہ ابن عباس) نے گو اپنی دولتِ علم زیادہ تر مدینہ منوّرہ کے باہر مکّہ۔ کوفہ اور بصرہ میں لٹائی لیکن جو مدینہ منوّرہ میں رہی وہ سعید ابن مسیب کے حصّہ میں آئی۔

تابعینِ مدینہ منوّرہ

تلامذۂ صحابہؓ جن کو اصطلاح میں تابعین کہتے ہیں تمام ملک میں پھیلے ہوئے تھے۔ لیکن اس موقع پر مجھے صرف مدینہ منوّرہ سے بحث ہے۔ ان میں سے ممتاز و مشہور لوگوں کا ذکر اوپر گزر چکا ہے یعنی (۱) قاسم بن محمدؒ (۲) عروہ بن زبیر، (۳) نافع (۴) عبداللہ بن دینار (۵) سالم بن عبداللہ (۶) خارجہ بن زید (۷) سعید بن مسیب۔ ان کے علاوہ مدینہ منوّرہ میں چند اور ممتاز مشاہیر تھے۔ مثلاً ہشام بن عروہ، محمدؐ بن منکدر، عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، محمدؐ بن مسلم بن شہاب ازہری، عامر بن عبداللہ، جعفر صادق، ربیعۃ الرائی، ابوسہیل نافع بن مالک، سلیمان بن یسار وغیرہ یہ وہ بزرگانِ اسلام ہیں جن کے فضل و کمال کے آغوش میں اسلام کے علمِ دین نے نشو و نما پائی ہے۔

فقہائے سبعہ

اِن میں سے (۱) ابوبکر بن حارث، ۹۴ھ (۲) خارجہ بن زید ۹۹ھ (۳) قاسم بن محمد ۱۰۱ھ (۴) سعید بن مسیب ۱۰۱ھ (۵) عبیداللہ بن عتبہ ۱۰۲ھ (۶) سالم بن عبداللہ ۱۰۶ھ (۷) سلیمان بن یسار ۱۰۷ھ مدینہ منورہ کے فقہائے سبعہ کہلاتے ہیں۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد تمام فتاوے، مسائل اور مقدمات و قضایا انھیں کے فیصلہ سے طے پاتے تھے، ان کی مجلس اجتماعی یعنی جہاں یہ ساتوں مل کر بیٹھتے تھے، اس عہد کی سب سے بڑی عدالتِ عالیہ ہوتی تھی۔

فقہ مدینہ (جس کا ذکر آگے آئے گا) انھیں فقہائے سبعہ کی علمی مجلسوں کے نتائج بحث ہیں۔ (باقی آئندہ)

کاروانِ حجاز

سعودی عرب کی بین الاقوامی بندرگاہ "جدہ" ساحل کراچی سے ۲۱۸۵ میل دُور ہے۔ بحری جہاز یہ فاصلہ پانچ چھ دن میں طے کر لیتا ہے۔ جہاز کی رفتار دن کو ۱۵ اور ۲۰ میل فی گھنٹہ کے درمیان ہوتی ہے اور رات کو ۲۵ سے ۳۰ میل تک۔

احرام جو لوگ جدہ سے سیدھے مکہ معظمہ جا رہے ہوں انہیں میقات سے احرام باندھنا چاہئے۔ میقات کے لفظی معنی وقت یا وعدہ گاہ کے ہیں اور شرعی اصطلاح میں اُن مقامات کو کہتے ہیں جہاں باہر سے خانہ کعبہ جانے والے (جنہیں آفاقی کہا جاتا ہے) احرام باندھتے ہیں۔ پاکستان، ہندوستان، انڈونیشیا، ملیشیا، یمن، عدن اور اس طرف سے جانے والوں کے لئے جدہ کے قریب سمندر میں ایک چھوٹا سا پہاڑ "یلملم" میقات ہے۔ شام، مصر اور اس طرف کے دوسرے علاقوں سے آنے والے لوگوں کے لئے مکہ معظمہ سے ۷۰، ۷۵ میل دُور جحفہ نامی ایک غیر آباد سی بستی مقرر ہے اور نجد اور طائف کی سمت سے آنے والوں کے لئے طائف کے قریب ایک گاؤں جسے "قرن منازل" کہتے ہیں۔ اطراف و اکنافِ مدینہ کے عازمین حج مدینہ سے ۶ میل باہر نکل ذوالحلیفہ کے مقام (جسے بیرِ علی بھی کہتے ہیں) سے احرام باندھتے ہیں۔ اور اہل عراق "ذاتِ عراق" نامی مقام سے۔ غرضیکہ آفاقیوں کے لئے یہ پانچ میقات ہیں۔

اہلِ مکہ کے لئے حدودِ حرم سے باہر نکل کر احرام باندھ لینے کا حکم ہے۔ یعنی شمال مشرق میں مکہ سے ساڑھے تین میل دور تنعیم۔ جدہ کے راستے میں حدیبیہ۔ جنوب کی سمت جعرانہ اور مشرق کی طرف عرفات سے متصل مسجدِ نمرہ۔ کراچی سے بذریعہ ہوائی جہاز جانے والے عازمین حج کو کراچی ہوائی اڈے سے ہی احرام باندھ لینا چاہئے یا پھر ریاض اور ظہران سے بشرطیکہ جہاز اس طرف سے ہوتا ہوا جائے۔

مَرد کا احرام دو اَن سلی چادریں ہوتی ہیں جن کا سفید اور نیا ہونا بہتر ہے اور عورتوں کا احرام ۱½ گز کپڑے کا رومال ___ امیرالبحر کی طرف سے میقات پہنچنے سے قبل احرام کی تیاری کا بار بار اعلان ہوتا ہے اس اعلان کے ساتھ ہی اپنا احرام وغیرہ تیار رکھئے احرام باندھنے سے پیشتر یہ طے کر لیجئے کہ کس قسم کا حج کرنا مقصود ہے۔ نرے حج کو افراد کہا جاتا ہے اور حاجی کو مفرد، اگر حج کے ساتھ عمرہ بھی ادا کرنا ہے تو اس کی دو صورتیں ہوں گی۔ اوّلاً قران ثانیاً تمتع۔ پہلی صورت میں حاجی قارن کہلاتا ہے دوسری میں متمتع۔ تینوں حالتوں کی نیت اور احکام مسائل الگ الگ ہیں۔ اہل پاکستان کی اکثریت تمتع کا احرام باندھتی ہے۔ صرف وہ لوگ قران کی نیت کرتے ہیں جو آخری جہازوں میں جاتے ہیں اور حج سے چند یوم قبل مکہ معظمہ پہنچتے ہیں۔ قارن ان الفاظ سے قران کی نیت کرے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ۔

(اے اللہ! میں حج و عمرہ کی نیت کرتا ہوں تو مجھے اس کی توفیق دے اور قبول فرما)

قارن احکامِ حج بجا لائے گا تو عمرہ بھی ادا ہو جائے گا۔ طواف کعبہ و سعی صفا مروہ میں اختلاف ہے۔ بعض روایات سے ثابت ہے کہ دو دفعہ طواف و سعی کرنے چاہئیں لیکن بعض کی رُو سے ایک ہی طواف و سعی کافی ہے ___ وقوفِ عرفات کے بعد طوافِ زیارت بہر حال ضروری ہے۔ قارن کو حج اور عمرے کی ادائیگی کے شکرانے کے طور پر قربانی بھی دینی ہوگی اگر قربانی میسّر نہ ہو تو ایام حج میں تین اور وطن لوٹ کر سات مجموعی طور پر دس روزے رکھنے ہوں گے۔ بعض روایات سے قارن کے لئے قربانی کا جانور گھر سے لے کر چلنا بھی ثابت ہے۔

گو "قران" حج کی افضل ترین صورت ہے لیکن احرام کی حالت میں زیادہ دیر رہنے سے بعض اوقات بعض لوگوں سے غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں جن کے کفارے کے طور پر دَم (قربانی) واجب ہو جاتا

سلسلہ کے لئے ۲۶ر دسمبر

ہے اور نہ دینے کی صورت میں بجائے ثواب کے گناہ ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے حج سے ایک ماہ یا زائد عرصہ قبل مکہ معظمہ پہنچنے والے حضرات کو اس فریضہ کے تقدس اور احکام و مسائل کی پابندی کے پیش نظر مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ "قران" کا احرام نہ باندھیں بلکہ تمتع کی نیت کریں۔

تمتع کے لفظی معنے فائدہ اٹھانے کے ہیں۔ اس میں حاجی میقات سے عمرے کا احرام باندھتا ہے۔ مکہ معظمہ پہنچ کر عمرے کے ارکان بجا لاتا ہے۔ اور احرام کھول دیتا ہے اور ایام حج تک بے احرام رہتا ہے پھر ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ احرام باندھ لیتا ہے۔ اور اعمال حج بجا لاتا ہے ___ اس صورت سے حج کرنے والے کو متمتع کہتے ہیں۔

میقات پر پہنچ کر جہاز والوں کی طرف سے سائرن بجایا جاتا ہے یہ گویا احرام باندھ لینے کا اعلان ہے ___ بال کٹوائیے، ناخن ترشوائیے، پانی میسّر ہو تو غسل کیجئے۔ ورنہ وضو کرنا چاہئے۔ احرام اس طرح باندھ لیجئے کہ اوپر کی چادر سے سر اور دونوں کندھے ڈھانپ لیں۔ اسی حالت میں دو رکعت نماز ادا کیجئے اور تمتع کی نیت کیجئے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ

(اے اللہ! میں عمرے کی نیت کرتا ہوں تو مجھے توفیق دے اور قبول فرما)

اس کے بعد سر سے چادر ہٹا دیں اور کندھوں پر ڈال لیں۔ تلبیہ کا ورد شروع کریں۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ۝ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ۝ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ۔

احرام باندھ کر درج ذیل سے قطعی پرہیز لازمی ہے۔

منزل بہ منزل

بسلسلہ رہنمائی حجاج (قسط دوم)

تحریر: الحاج حنیف رضا - لائل پور

کا شمارہ ملاحظہ فرمائیں

۱۔ مردوں کے لئے ہر قسم کا سِلا ہوا کپڑا مثلاً کُرتہ، پاجامہ، شلوار، دستار، جبہ، عبا، ٹوپی، جرابیں، موزے وغیرہ پہننا۔

۲۔ سر، داڑھی اور بدن کے کسی بال کا ارادی یا غیرارادی طور پر کٹوانا، ترشوانا یا مونڈنا۔ (۳) ناخن ترشوانا۔ (۴) سوتے یا جاگتے میں منہ ڈھانپنا۔ (۵) بالوں میں کنگھی کرنا (۶) سر ڈھکنا۔ عورتوں کو سر ڈھکنا جائز ہے (۷) خارش یا کھجلی کرنا اس طرح کہ بال ٹوٹنے کا امکان ہو (۸) جماع کرنا یا فحش گفتگو کرنا (۹) لڑائی جھگڑا کرنا (۱۰) خشکی کا شکار کرنا۔ شکار کا پتہ بتانا یا شکار کی طرف اشارہ کرنا (۱۱) خوشبودار رنگ میں رنگا ہوا کپڑا پہننا یا احرام باندھنے کے بعد خوشبو لگانا۔

احرام کی حالت میں (۱) غسل کرنا (بغیر صابن وغیرہ لگائے) (۲) سر پر بوجھ اٹھانا (۳) دیوار کا سایہ لینا (۴) کمر میں پیٹی باندھنا اور (۵) انگشتری پہننا جائز ہے۔

احرام باندھنے کے آٹھ دس گھنٹے بعد جہاز جدّہ بندرگاہ پر پہنچ جاتا ہے۔ جدہ کے ساحل کے قریب پانی کی تہ میں جا بجا اونچی نیچی چٹانیں ہیں اور اہل عرب ہی ان دشوار گذار راستوں سے واقف ہوتے ہیں۔ جہاز کچھ دُور رُک جاتا ہے اور عرب ملاح اس پر سوار ہو کر خود اسے گودی تک لے جاتے ہیں۔

جدّہ میں آمد

پندرہ سولہ سال قبل تک جدہ کا پلیٹ فارم نہیں ہوا کرتا تھا۔ جہاز کچھ دُور ہی ٹھہرتا، ملاح بے شمار کشتیاں لے کر اس پر جھپٹ پڑتے۔ حجاج کو سامان سمیت کشتیوں میں منتقل کیا جاتا بعض اوقات سامان سمندر کی نذر ہو جاتا۔ آج کل سارا سامان جہاز کے اندر ہی چھوڑ دیا جاتا ہے۔ حجاج ہلکا پھلکا ایک آدھ بیگ اور پاسپورٹ وغیرہ ضروری کاغذات ہاتھ میں لے کر اترتے ہیں۔ لاریوں کے ذریعے انہیں قریب ہی واقع کسٹم ہاؤس پہنچا دیا جاتا ہے۔ وہاں دروازے پر ہی پاسپورٹ کی چیکنگ ہوتی ہے۔ یہیں معلّموں کے وکیل بیٹھے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے اپنے معلّم کے حجّاج سے پاسپورٹ لیتے ہیں۔ اور حجاج وسیع وعریض کسٹم ہاؤس میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جہاز کا سارا سامان ٹرکوں کے ذریعے یہاں لایا جاتا ہے۔ اس میں سے اپنا سامان چھانٹنا پڑتا ہے۔ یہ مرحلہ سفرِ حج کے مشکل مراحل میں سے ہے۔ یہاں بڑے حوصلے اور ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ تسلی سے اپنا سامان تلاش کر کے چیک کروائیے اور شیڈ سے باہر کھڑی ہوئی موٹر میں سوار ہو کر حاجی کیمپ چلے جائیے۔ جس لاری پر اپنا سامان ہو اسی میں بیٹھیں ورنہ حاجی کیمپ میں دوبارہ سامان تلاش کرنا پڑے گا۔

جدّہ کے حاجی کیمپ کے وسط میں ایک مسجد ہے اس کے قریب تین چار ہندوستانی، مالاباری ہوٹل، آس پاس بیشمار دُکانیں اور اردگرد وکیلوں کے دفاتر ہیں حاجی کیمپ پر غلّہ منڈی کا گمان ہوتا ہے وکیل حضرات آڑھتی معلوم ہوتے ہیں اور حاجی بکاؤ مال۔

جدّہ بندرگاہ بھی ہے اور بین الاقوامی مستقر بھی۔ یہاں غیرملکی سفارت خانے بھی ہیں، کشادہ سڑکوں، عظیم الشان عمارتوں اور غیرملکیوں کی موجودگی کی وجہ سے جدّہ یورپی شہر لگتا ہے، یہاں ایک قبر ہے جسے حضرت حوّا کی قبر بتایا جاتا ہے۔ آب و ہوا گرم مرطوب ہے۔

معلّم کے وکیل کاغذات کی تکمیل کے بعد مکہ کے لئے سواری کا انتظام کر دیتے ہیں۔ یاد رہے جہاز سے اتر کر مکہ تک آپ اپنی خوراک کے علاوہ ہر قسم کے مصارف کی ادائیگی پہلے ہی کر چکے ہیں۔ یہاں نیشنل بنک آف پاکستان بھی ہے، پاکستانی سفارت خانہ بھی اور شفاخانہ بھی۔ اس قسم کے پاکستانی شفاخانے مکہ معظمہ اور مدینہ منوّرہ میں بھی ہیں — انہیں بابائے قوم حضرت قائد اعظم کے خاص حکم سے قائم کیا گیا تھا، سنا ہے یہ آج کل جاں بلب ہیں۔

سواری کا انتظام ہو جائے تو تلبیہ پڑھتے ہوئے اس میں سوار ہو جائیے ٹیکسی وغیرہ قسم کی آرام دہ گاڑی کی ضرورت ہو تو زائد پیسے دے کر انتظام ہو جاتا ہے۔

جدّہ سے مکہ ۴۵ میل کے فاصلے پر ہے۔ مکہ سے ۹ میل کے فاصلے پر حُدیبیہ ہے۔ یہیں ۶ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں داخلہ سے روک دیا گیا تھا۔ پھر یہیں صلح حدیبیہ کے عنوان سے ایک عہدنامہ لکھا گیا تھا۔ اسی جگہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے قاصد بن کر گئے اور دیر تک واپس نہ لوٹے تو مشہور ہو گیا کہ آپ شہید ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے قصاص عثمانؓ کی بیعت لی جو بیعتِ رضوان کے نام سے مشہور ہوئی۔ حدیبیہ سے حرم کی حدود شروع ہوتی ہے اس یاد دہانی کے لیئے سڑک کے دونوں طرف دو مینار نما دیواریں بنا دی گئی ہیں۔ اس سے آگے پا پیادہ چلیں تو بہتر ہے۔ حدودِ حرم میں غیرمسلموں کا داخلہ ممنوع ہے۔ چند سال قبل اس اعلان کا ایک بورڈ لکھا ہوتا تھا۔ حدودِ حرم میں گھاس کاٹنا، پودے اکھاڑنا، شکار کرنا، وحشی جانوروں کا مارنا سخت منع ہے۔

تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت جدّہ سے طے کرنے کے بعد مکّہ پہنچتے ہیں۔ شہر نظر آئے تو یہ دعا پڑھے:۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيْ بِهَا قَرَارًا وَّارْزُقْنِيْ فِيْهَا رِزْقًا حَلَالًا۔

(اے اللہ! مجھے اپنے اس شہر میں ٹھکانہ عطا فرما اور مجھے اس شہر میں رزقِ حلال نصیب فرما)

بس یا ٹیکسی آپ کے منتخب معلّم کے دفتر کے سامنے رُکے گی۔ سامان وغیرہ اتار کر معلّم یا اس کے کسی ملازم کے ہمراہ حرمِ مکّی میں داخلہ ہوتا ہے۔

(باقی آئندہ)

فلسفہ اور اسلام کی روشنی میں خُدا کا تصوّر

قاری عبد القادر۔ ایم اے

اسلامی فلسفہ کا اصل ماخذ قرآن حکیم ہے۔ لیکن خلفائے عباسیہ کے دَور میں جب مسلمان یونانی فلسفہ سے متعارف ہوئے تو ان کے عقائد و نظریات میں بڑی تبدیلی پیدا ہو گئی۔ اور اہلِ علم حضرات نے علومِ اسلامیہ کی بجائے ارسطو اور افلاطون کی تصانیف کی تشریح اور توضیح کو اپنا مقصدِ حیات بنا لیا۔ چنانچہ اسلامی تعلیمات اور یونانی فلسفیوں کے اقوال میں مطابقت پیدا کرنا ہی گویا علم و فضل کا کمال سمجھا جانے لگا۔

فلسفہ کے ابتدائی دَور میں مسلمان، افلاطون کے نظریات اور معتقدات سے متاثر تھے۔ افلاطون کے نزدیک عالم حادث تھا اور روح غیر فانی۔ ارسطو کا نظریہ یہ تھا کہ عالَم قدیم ہے۔ چنانچہ جب مسلمانوں نے ارسطو کی تقلید میں عالَم کو قدیم کہنا شروع کیا تو فلسفہ اور اسلام میں تضاد بڑھ گیا اور ایسے فلسفیوں کی کثرت ہو گئی جن کے افکار کفر و الحاد پر مبنی تھے، نتیجہ یہ ہوا کہ ملحد فلسفیوں نے اسلام اور اسلامی تعلیمات کو بہ بانگِ دُہل ہدفِ اعتراض بنانا شروع کر دیا۔ چنانچہ ابن الراوندی اپنے عہد کا سب سے بڑا ملحد فلسفی تھا۔

ملحد فلسفیوں کے مقابلہ میں عقلیت پسندوں کا ایک گروہ منظرِ عام پر آیا۔ اس گروہ نے عقل کی رہنمائی میں فلسفہ اور منطق کو مشعلِ ہدایت بنا کر خدا کی ذات و صفات پر غور کیا۔ وہ ذاتِ باری تعالیٰ کو واحد و یکتا مانتے تھے لیکن صفات سے بَری سمجھتے تھے۔ اُن کے نزدیک خدائے قدوس کی صرف ایک صفت ہو سکتی ہے یعنی ہمیشگی یا ابدیت۔ اس گروہ کا استدلال یہ تھا کہ قرآن کریم میں پروردگارِ عالم کے لئے جو نام استعمال کئے گئے ہیں۔ اور ان سے جن صفات کا اظہار ہوتا ہے اگر اسے ان جملہ صفات کا حامل تسلیم کر لیا جائے تو اُس سے خدا کی وحدت فنا ہو جائے گی اور اس میں کثرت کا اجماع تسلیم کرنا پڑے گا۔ پھر بھی حکمائے اسلام کی اکثریت فلسفۂ واجب الوجود کی قائل رہی یعنی خدائے بزرگ و برتر اپنے وجود میں غیر کا محتاج نہیں اور وہ جسم و صفات سے معرّیٰ ہے۔

ایک مومن کے نزدیک اللہ جل شانہٗ کا تصوّر یہ ہے کہ وہ ذات برحق کائنات اور تمام موجودات کا سرچشمہ ہے اور یکہ و تنہا ہے۔ دنیا میں بے انتہا اختلاف تنوع اور کثرت کا ظہور ہے اور مخلوقات چند در چند ہیں مگر خالق سب کا ایک ہی ہے، وہ خالق ہے اور اپنی مخلوقات پر محیط ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ اپنی مخلوقات سے منزہ بھی ہے۔ اور وہ سب کو دیکھتا ہے لیکن آنکھیں اس کی دید سے قاصر ہیں۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ۔ وہی اوّل ہے وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے وہی ہر شے میں جاری و ساری ہے۔ اُسے کائنات کی ہر شے کا علم ہے۔ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ زمین و آسمان میں صرف ایک ہی روشنی ہے۔ اور وہ ہے نورِ خداوندی۔

مسلمان فلسفیوں میں سب سے پہلے الکندی نے خدائے تعالیٰ کی وحدت اور عدل پر زور دیا ہے — اس کے نزدیک یہ دنیا خدا کی پیدا کی ہوئی ہے۔ لیکن آفرینش کے سلسلے میں خداوند عالم کے درمیان بہت سے واسطے پائے جاتے ہیں۔ دنیائے فلسفہ کے مایۂ ناز فلسفی فارابی کے نزدیک فلسفۂ حقیقت اشیاء کا علم ہے جسے حاصل کرنے کے بعد انسان خدا سے مشابہ ہو جاتا ہے۔ مشہور حکیم فلسفی ابن سینا کے فلسفہ کا بنیادی اصول یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ واجب الوجود ہے۔ وہی تمام کائنات کا علت العلل ہے اور اسی سے چشمۂ وجود جاری ہے۔ ابن سینا اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ قانونِ قدرت تمام نظام پر حاوی ہے اور اس میں تغیّر و تبدّل ممکن نہیں۔

فلسفہ کے ساتھ ساتھ تصوّف کو بھی عروج حاصل ہوا — تصوّف کو تزکیۂ نفس اور تطہیرِ قلب سے گہرا تعلق ہے۔ جب فلسفی تلاشِ حق میں ناکام ہو کر منکرِ خدا ہو گئے تو اب تلاشِ حق کا واحد ذریعہ بجائے دماغ کے دل کو قرار دیا گیا۔ جس سے تصوّف کو ہمہ گیر ترقی حاصل ہوئی۔

تیسری صدی عیسوی میں فلسفہ کا ایک نیا مذہب "فلسفۂ اشراقیہ جدید" اسکندریہ میں قائم کیا گیا تھا۔ اس مذہب کا مقصد یہ تھا کہ عقل اور ایمان میں توافق پیدا کیا جائے۔ کثرت کے تصوّر سے فلسفہ کو جو عقلی مشکلات پیش آتی ہیں ان سے بچنے کے لئے فلسفۂ اشراقیہ کے ماننے والوں نے مسئلہ انفصال کو اصول ہمہ اوست کا سنگِ بنیاد قرار دیا۔ اس مسئلہ سے مراد یہ ہے کہ کائنات مرئی کے جملہ شواہد خالق علی الاطلاق سے ماخوذ ہیں، اور اس کے مظاہر ہیں۔

آٹھویں صدی عیسوی سے لے کر تیرھویں صدی عیسوی تک کا زمانہ گویا علم و حکمت کا اسلامی دَور ہے۔ اس دَور میں فلسفہ، طب اور سائنس کے فراموش کردہ علوم کو مسلمانوں نے نہ صرف زندہ کیا بلکہ اپنی جدید تحقیقات سے اس کو نئی وسعت اور ترقی سے ہمکنار کیا۔ اس عہد میں جو مسلمان فلسفی، حکیم اور سائنسدان پیدا ہوئے وہ بعد میں آنے والے یورپی دَور کے فلسفیوں، حکیموں اور سائنسدانوں سے کسی طرح کم نہ تھے۔

دعائے مغفرت

- مولانا محمد احمد صاحب، میاں علی ڈوگراں ضلع شیخوپورہ کی والدہ ماجدہ بعمر ۱۱۵ سال ۱۳ جنوری کو قضائے الٰہی سے وفات پا گئی ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ قارئین خدام الدین مرحومہ کیلئے دعائے مغفرت فرمائیں (عبد الحلیم ڈوگر میاں علی ضلع شیخوپورہ)
- مدرسہ تعلیم القرآن مریڑ حسن راولپنڈی کے مہتمم قاری محمد دین صاحب کے والد ماجد مورخہ ۸ جنوری کو ملکوال ضلع گجرات میں اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ قارئین خدام الدین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ (حافظ فضلداد)

اللہ تعالیٰ مرحومین کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

درسِ قرآن

دنیا میں زندہ رہنے والا مذہب صرف اسلام ہے اور زندہ رہنے والی کتاب صرف قرآن مجید ہے

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب　　مرتب: محمد عثمان غنی

(۱۳)

قرآن مجید سارے کا سارا اللہ کا کلام ہے۔ تو جو مثالیں اللہ تعالےٰ دیتے ہیں یہ مثالیں ویسے ہی نہیں ہیں۔ اور میرے بھائیو! یاد رکھئے (اللہ تعالےٰ ہم سب کو سمجھ نصیب فرمائے) اُس زمانے میں بھی یہودیوں نے، منافقوں نے، دین کے دشمنوں نے ایسے ہی اعتراضات کئے تھے۔ قرآن مجید کے پہلے ہی پارے میں پڑھ لیجئے۔ اللہ تعالےٰ نے کیا فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا ط فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ ج وَ اَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَا ذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا م یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّ یَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا ط (البقرہ ۲۶)

یعنی پہلے ہی پارے میں آتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نہیں شرماتے۔ یعنی یہودیوں اور منافقوں نے یہ شوشہ بلند کیا، اعتراض کیا کہ جی یہ قرآن کا عجیب کلام ہے اِس میں کہیں کتّے کا ذکر آتا ہے، کہیں مکھی کا ذکر آتا ہے، کہیں گدھے کا ذکر آتا ہے، قرآن میں بہت سی مثالیں ہیں، تو یہ اللہ کا کلام کیسے ہو سکتا ہے؟ قرآن نے فرمایا کہ عالم بےعمل کی مثال اُس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لاد دی جائیں اور دنیاوی خواہشات کے پیروکار کی مثال کتّے کی طرح ہے۔ معبود مِن دُونِ اللہ جو بنائے جاتے ہیں اُن کے متعلق قرآن نے فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ ط (الحج ۷۳) جن کو تم معبود سمجھتے ہو اللہ کو چھوڑ کر، وہ تو مکھی بھی نہیں بنا سکتے۔ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ ط اگرچہ وہ سارے کے سارے مکھی کے بنانے کے لئے جمع ہو جائیں۔

ایسی باتوں کو سن کر اس وقت یہودیوں نے اور منافقوں نے یہ اعتراض کیا کہ قرآن مجید اللہ تعالےٰ کا کلام کیسے ہو سکتا ہے؟ اس میں مکھی کا اور مچھر کا ذکر ہے۔ تو قرآن نے کیا جواب دیا؟ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا ط ــــ کہ اللہ تعالےٰ جو مثالیں دیتے ہیں یہ دیتے ہی رہیں گے اور قرآن نازل ہوتا ہی رہے گا نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اور یہ مثالیں بیان کرنے میں بھی ایک حکمت ہے۔

وَ اَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ۔ جن کے دلوں میں نفاق کی، کفر کی بیماری ہے وہ تو کہتے ہیں۔ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا م ــــ اللہ نے یہ مثال کیوں بیان کی؟ اسی لئے آج کل ہمارے بعض دوست کہہ دیتے ہیں کہ حدیثوں میں فلاں مسئلہ یوں آیا۔ فلاں یوں آیا۔ یہ یوں نہیں ہو سکتا۔ یعنی محمد رسول اللہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو رائے دیتے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) میٹرک فیل لوگ اور بیکار قسم کے لوگ نبیؐ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حدیثوں پر اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ارشادات پر تنقید کرتے ہیں جن پر بڑے بڑے علماء، بڑے بڑے فقہاء، بڑے بڑے صوفیاء جن کے بارے میں دنیا متفق ہے کہ ایسے لوگ دوسری کسی امّت میں پیدا نہیں ہوئے۔

تصوّف کی کتابوں میں ہے کہ امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زیارت ہوتی ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو ــــ امام غزالیؒ اپنے مکاشفات میں لکھتے ہیں کہ مَیں نے دیکھا عالمِ کشف میں کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ جب مَیں قریب ہؤا تو مَیں نے دیکھا کہ آپؐ کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی تشریف فرما ہیں تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے فرمایا کہ اے موسیٰؑ! تیری امّت میں غزالیؒ کے پائے کا کوئی انسان گذرا ہے؟ ــــ تو حضرت موسیٰؑ نے عرض کی کہ اے اللہ کے نبیؐ! خاتم الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیک وسلم! میری امت میں غزالی کے پائے کا کوئی انسان نہیں گذرا ــــ

جس امّت میں غزالیؒ کے پائے کا کوئی نہ گذرا ہو اس امّت میں صدّیق (رضی اللہ عنہ) کے پائے کا کوئی گذر سکتا ہے؟ اس امّت میں عمر (رضی اللہ عنہ) کے پائے کا کوئی گذر سکتا ہے؟ اس امّت میں عثمان و علی (رضی اللہ عنہم) کے پائے کا کوئی گذر سکتا ہے؟ کاش آج مسلمان اپنے دین کی قدر کرتے۔ آج دوسرے تو ہمارے دین کی روایات اور تعلیمات کو قبول کر رہے ہیں عملی طور پر بھی اور علمی طور پر بھی۔ دنیا میں زندہ رہنے والا صرف ایک ہی مذہب ہے اور وہ اسلام ہے، زندہ رہنے والی صرف ایک ہی کتاب ہے اور وہ قرآن مجید ہے اور اس کی تشریحات ہیں جو محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبانِ مبارک سے ارشاد فرمائیں

مَیں اپنی پہلی کسی صحبت میں شاید عرض کر چکا ہوں۔ آج سے کچھ زمانہ پہلے لارڈ ہیڈلے جن کا پھر اسلامی نام فاروق رکھا گیا۔ وہ مسلمان ہوئے۔ ہندوستان تشریف لائے۔ نظام حیدرآباد دکن نے اُن کی تقریر کا انتظام کیا، حیدرآباد میں انہوں نے تقریر کی اور اس میں یہ بتایا کہ مَیں نے اسلام کیوں قبول کیا؟ اور اسلام قبول کرنے کی وجہ بیان کرتے کرتے فرمایا کہ مجھے اسلام کا نظامِ طہارت بڑا پسند ہے۔ آج جس نظام کے ساتھ مسلمان خود مذاق کرتا ہے۔ فرمایا مجھے اسلام کا نظامِ طہارت پسند ہے۔ اس لئے مَیں نے اسلام قبول کیا۔ دنیا میں کوئی بھی آپ نظام لے لیں، اسلام کے نظام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

کل رات ہی ایبٹ آباد میں امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حدیث کا درس گذرا، الحمد للہ، اللہ تعالےٰ ایسے درسوں کو قائم رکھے، اللہ آپ کو اور دوسرے سب بھائیوں کو اس سے بھی زیادہ قرآن مجید کی روشنی کو پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ میرے بھائیو! مَیں عرض کر دوں۔ آج ہم سب رونا روتے ہیں کہ

مسلمانوں کی حالت خراب ہے، اسلامی تعلیمات مٹتی چلی جا رہی ہیں—— لیکن میرے بزرگو! یہ مرثیہ پڑھنے سے تو کچھ بھی نہیں بنتا۔ اس وقت عمل کیا جائے۔ میرا اپنا تجربہ ہے اپنے بزرگوں کی دعاؤں کے طفیل کہ جس شہر میں، جس بستی میں سادہ قسم کا درسِ قرآن ہو، اختلافی مسائل سے بچا جائے، اللہ کے قرآن کو اللہ کے کلام کی شکل میں پیش کیا جائے اور درسِ حدیث ہو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا، وہ بستی انوارِ الٰہی سے یقیناً آہستہ آہستہ منوّر ہوتی رہتی ہے۔ جہاں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ذکر ہو، جہاں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات بیان ہوں، جہاں قرآن مجید بیان ہو، کتابِ مبارک کا ذکر ہو تو وہاں برکات کیوں نازل نہ ہوں؟ اگر آج ہماری بستیوں میں، ہمارے شہروں میں، ہمارے دیہاتوں میں، بلکہ ہمارے گھروں میں بھی اگر ایسا انتظام ہو جائے کہ ہم قرآن مجید سنیں، قرآن مجید سنائیں، قرآن مجید پڑھیں، قرآن مجید پڑھائیں۔ امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی احادیث مقدسہ کو ہم پڑھیں پڑھائیں تو انشاءاللہ اس سے ہماری بڑی کافی تکالیف دُور ہو سکتی ہیں—— تو رات ہی کو میں کہہ رہا تھا ایبٹ آباد میں اُس میں ایک حدیث گذری جس میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰٓی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ۔ فرمایا کہ اگر مجھے اپنی امّت پر تکلیف کا خوف نہ ہوتا کہ میری امت اس بات کو ناقابلِ برداشت سمجھے گی، میری امّت تکلیف میں پڑ جائے گی، مشقّت میں پڑ جائے گی تو میں ان کو دو باتوں کا حکم ضرور دیتا۔ پہلی بات یہ کہ میں حکم دیتا کہ عشاء کی نماز ذرا دیر سے پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے ہاں لہو و لعب کا قصّہ اسلام میں نہیں ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اَلسَّمَرُ بِاللَّیْلِ۔ کے متعلق مستقل باب بیان کئے ہیں اور بخاری میں بھی ہے کہ رات کو عشاء کی نماز پڑھ کر دنیاوی باتیں بالکل نہ کی جائیں بلکہ دینی بات اگر کوئی کرنی ہے، وظیفہ ہے، وِرد ہے، کچھ تبلیغ ہے، تو پھر تو ٹھیک ہے ورنہ سو جائے تاکہ پھر رات کو سحری کی نماز کے لئے اُٹھ سکے اور اس وقت کی تلاوت میں مصروف ہو جس کے متعلق قرآن کریم گواہی دیتے ہیں۔ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا—— (بنی اسرائیل ۷۸) فرمایا کہ جب صبح قرآن پڑھا جاتا ہے تو میرے فرشتے اس کو سننے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ (صبح کی نماز میں) اور ویسے بھی صبح کی نماز کے بعد جو قرآن کی تلاوت بعض دوست، بعض بچّیاں، بعض بہنیں کرتی ہیں۔ اللہ سب کو توفیق عطا فرمائے۔ تو یہ بڑی پاکیزہ مجلس ہوتی ہے۔ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا—— صبح کے قرآن کے وقت فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا، اپنی امّت کو حکم دیا کہ رات کو عشاء کی نماز پڑھ کر باوضو سو جایا کرو۔ اور بخاری میں مستقل ایک باب ہے کہ جو آدمی رات کو باوضو سو جائے (مرد یا عورت) اور اگر رات کو موت آ گئی تو مَاتَ شَھِیْدًا۔ تو اس کی موت شہادت کی ہو گئی—— پاکیزگی کی موت۔

آج ہم کس قصّے میں لگے ہیں، اللہ ہمارے سب بچوں کو، بھائیوں کو، بہنوں کو، اِن بُری عادات سے بچائے کہ رات کو دو دو بجے ہم فلمیں دیکھ کر آتے ہیں۔ ہم وِد فیملی (WITH FAMILY) جاتے ہیں فلمیں دیکھنے کے لئے۔ اللہ تعالےٰ کے دین کی ہم مخالفت کرتے ہیں۔ یاد رکھیئے! میرے بھائیو! یہ ہمارے طریقے اچھے نہیں ہیں۔ قرآن مجید میں آتا ہے کہ بہت سی قوموں پر میرا عذاب آیا۔ وَھُمْ یَلْعَبُوْنَ ○ (الاعراف ۹۸) وہ کھیل رہے تھے—— وہ کھیل رہے تھے، میرے عذاب نے آ پکڑا تو فرمایا امام الانبیاء جناب محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امّت کا جو فرد رات کو باوضو سو جائے گا۔ اور باوضو تب سونا ہے کہ عشاء کی نماز پڑھی اور آ کر لیٹ گیا۔ تو اگر رات کو موت آ جائے باوضو انسان کی تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ فرماتے ہیں کہ مَاتَ شَھِیْدًا، وہ شہید کی موت مرے گا۔ اب تو بھائی اللہ تعالےٰ جب پکڑتے ہیں تو عجیب طریقے پر پکڑ لیتے ہیں۔ پیدائش کی خبر تو اللہ تعالےٰ دے دیتے ہیں لیکن موت کی اطلاع نہیں دیتے۔ کہ تمہیں تیرہ فروری کو ریٹائر کر دیا جائے گا۔ نہیں، اچانک موت آ جاتی ہے اَخَذْنٰھُمْ بَغْتَۃً فَاِذَا ھُمْ مُّبْلِسُوْنَ ○ (الانعام ۴۴)—— ہم ان کو اچانک پکڑ لیتے ہیں۔ پھر وہ نااُمید ہو جاتے ہیں اپنی حیات سے۔ تو اللہ تعالےٰ موت جب چاہیں دیں۔ اس لئے حضورِ انور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا۔ کہ عشاء کی نماز کے بعد قصّے کہانیاں نہ کئے جائیں۔ (باقی آئندہ)

پاکستان کا نظمِ مملکت کیسا ہوگا؟

زعماء پاکستان کے' اعلانات اور دعاوی

تحریک پاکستان کے قائدین اور رہنماؤں نے قیام پاکستان سے پہلے قوم کے سامنے مملکت کا جو تصور پیش کیا تھا اور قوم کے سامنے جو اعلانات اور وعدے کیے تھے۔ اس کی ایک جھلک یہاں پیش کی جاتی ہے ———— یہ اقتباسات حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے خطبۂ صدارت سے ماخوذ ہیں جو آپ نے مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ ۹/۱۰ فروری ۱۹۴۹ء کو ڈھاکہ میں پیش کیا تھا۔! (ادارہ)

اب اس موقع پر مناسب ہوگا کہ میں قائد اعظم اور بعض دوسرے ذمہ داران لیگ کے اعلانات و بیانات کے چند اقتباسات پیش کردوں، جن سے اندازہ ہوگا کہ ان کے دماغوں میں پاکستان کا کیا نقشہ تھا جسے بروئے کار لانے کے لیے وہ مسلمانوں کو دعوت دے رہے تھے۔

قائدِ اعظم، عید الفطر بمبئی نومبر ۱۹۳۹ء

مسلمانو! ہمارا پروگرام قرآن میں موجود ہے، ہم مسلمانوں کو لازم ہے کہ قرآنِ پاک کو غور سے پڑھیں اور قرآنی پیغام کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ مسلمانوں کے سامنے کوئی دوسرا پروگرام پیش نہیں کر سکتی۔

قائد اعظم بنام گاندھی اگست ۱۹۴۴ء

"قرآن مسلمانوں کا ضابطۂ حیات ہے اس میں مذہبی، مجلسی، دیوانی اور فوجداری عسکری و تعزیری، معاشی اور معاشرتی غرضیکہ سب شعبوں کے احکام موجود ہیں۔ مذہبی رسوم سے لے کر روزانہ امورِ حیات تک روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک، جماعت کے حقوق سے لے کر فرد کے حقوق و فرائض تک اخلاق سے لے کر انسدادِ جرائم تک، زندگی میں جزاء اور سزاء سے لے عقبیٰ کی جزاء اور سزاء تک ہر ایک فعل قول اور حرکت پر مکمل احکام کا مجموعہ ہے لہٰذا جب میں یہ کہتا ہوں کہ مسلمان ایک قوم ہیں تو حیات و مابعدِ حیات کے ہر معیار اور ہر مقدار کے مطابق کہتا ہوں "

قائد اعظم کا پیغام عید ستمبر ۱۹۴۵ء

"میرے پچھلی عید کے پیغام کے بعد سے مسلمانوں میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس زیادہ سے زیادہ بڑھ رہا ہے، ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآنی تعلیمات محض عبادات اور اخلاقیات تک ہی محدود نہیں بلکہ قرآنِ کریم سب مسلمانوں کا دین و ایمان اور قانون حیات ہے یعنی مذہبی اور معاشرتی، تمدنی، تجارتی، عسکری عدالتی اور تعزیری احکام کا مجموعہ ہے، ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم کو یہ حکم ہے کہ ہر مسلمان کے پاس اللہ تعالیٰ کے کلامِ پاک کا ایک نسخہ ضرور ہو اور وہ اس کو بغور و خوض مطالعہ کرے تاکہ یہ اس کی انفرادی و اجتماعی ہدایت کے باعث بھی ہو۔"

قائد اعظم کی تقریر علی گڑھ میں ۱۹۴۴ء

" رہنمائی کے لیے ہمارے پاس اسلام کی عظیم الشان شریعت موجود ہے درخشاں کارنامے، تاریخی کامیابیاں، اور روائتیں موجود ہیں، اسلام ہر شخص سے امید رکھتا ہے کہ وہ اپنا فرض بجا لائے "

قائد اعظم کی صدارتی تقریر جالندھر میں

(آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن ۱۹۴۳ء)

"مجھ سے اکثر پوچھا جاتا ہے کہ پاکستان کا طرزِ حکومت کیا ہوگا؟ پاکستان کا طرزِ حکومت تعین کرنے والا میں کون؟ یہ کام پاکستان کے رہنے والوں کا ہے اور میرے خیال میں مسلمانوں کا طرزِ حکومت آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل قرآنِ کریم نے فیصل کر دیا تھا۔ پاکستان میں رہنے والوں کا طرزِ حکومت قرآن پاک کے فیصلہ کے مطابق ہوگا "

قائد اعظم کا خط بنام پیر صاحب مانکی شریف نومبر ۱۹۴۵ء

"آپ کی پانچ شرائط کے متعلق عرض ہے کہ جب پاکستان کے ابتدائی مراحل طے ہو جائیں گے تو مسلم لیگ قانون نہیں بنائے گی بلکہ وہاں کی پبلک قانون بنائے گی۔ جس میں ۷۵ فی صد مسلمان ہوں گے اور وہ ایک اسلامی حکومت ہو گی اور پاکستانی لوگ ہی قانون بنانے کے مجاز ہوں گے جس پر حکومت چلے گی، اس لیے اس بات کے لکھنے کی ضرورت نہیں کہ قانون بنانے والی جماعت جس میں بہت زیادہ اکثریت مسلمانوں کی ہوگی، پاکستان کے لیے ایسے قانون بنا سکے گی جو اسلامی قانون کے خلاف ہو اور نہ ہی پاکستانی عوام غیر اسلامی قانون پر عمل کر سکیں گے "

پاکستان کے اعلان کے بعد سرحد ریفرنڈم

کے موقع پر جولائی ۱۹۴۷ء میں قائد اعظم نے مسلمانانِ سرحد کو پیغام دیتے ہوئے فرمایا:-

" خان برادران نے اب یہ نیا زہریلا پروپیگنڈہ شروع کیا ہے کہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی شریعت اسلامی کے بنیادی اصولوں کو نظر انداز کر دے گی۔ آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ یہ سراسر جھوٹ اور فریب ہے "

قائد اعظم نے ۲۱ر نومبر ۱۹۴۵ء کو پشاور میں

ایک عظیم الشان جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا " مسلمان پاکستان چاہتے ہیں ـ جس کے معنی یہ ہیں کہ مسلم اکثریت والے صوبوں میں مسلم اکثریت کی حکومت ہو اور اقلیتوں کو مناسب اور مؤثر تحفظات دیئے جائیں۔ ہمارا دین،

ہماری تاریخ اور ہماری روایات اس کی سب سے زیادہ مؤثر ضمانت ہے کہ غیر مسلموں کے سیاسی، دینی اور تمدنی حقوق کی خاطر خواہ حفاظت ہو سکے گی۔ ان کے ساتھ انصاف سے زیادہ مراعات برتی جائیں گی۔"

قائداعظم نے گاندھی کے مکتوب کے جواب میں

ستمبر ۱۹۴۴ء میں تحریر فرمایا:-

"معلوم ہوتا ہے کہ خود اختیاری کے معنوں کے متعلق آپ غلط فہمی میں مبتلا ہیں ہم کسی علاقہ جاتی وحدت کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک قوم کی حیثیت سے حق خود اختیاری کا مطالبہ کر رہے ہیں اور ہمیں اختیار ہے کہ ہم اپنے پیدائشی حق خود اختیاری کو مسلم قوم کی حیثیت سے استعمال کریں لیکن آپ اس غلط فہمی میں ہیں کہ خود اختیاری کے معنی میں صرف علاقہ جاتی وحدت کی خود اختیاری، لیکن ان علاقوں کی بھی نہ تو حد بندی ہوئی ہے اور نہ ابھی تک وضاحت کی گئی ہے

ہمارا مسئلہ کسی یونین سے جس کا ہندوستان میں وجود نہیں ہے، علیحدگی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ دو بڑی قومیں مسلمانوں اور ہندوؤں کے باہمی معاہدہ (سمجھوتہ) سے دو آزاد اور خود مختار ریاستوں کی تشکیل کی جائے۔ حق خود اختیاری ہیں جس کا ہم مطالبہ کر رہے ہیں۔ یہ اصول موضوعہ مضمر ہے کہ ہم ایک قوم ہیں اور اس حیثیت سے یہ صرف مسلمانوں کی خود اختیاری ہوگی اور صرف ان ہی کو یہ حق برتنے کا اختیار ہوگا۔"

لیاقت علی خاں کا اعلان

نوابزادہ لیاقت علی خاں جنرل سیکرٹری مسلم لیگ نے بمقام پشاور ارکان مجلس عمل کی موجودگی میں اعلان کیا کہ "پاکستان کے علاقوں میں تمام نظام و انتظام حکومت قرآن پاک کے احکام اور اصولوں کے بموجب ہوگا۔"

علی گڑھ یونیورسٹی میں لیاقت کی تقریر

(نوابزادہ لیاقت علی خاں کی تقریر بموقعہ جلسۂ تقسیم اسناد مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)

"اس وقت ہماری قوم کے سامنے جو سب سے زیادہ اہم سوال درپیش ہے وہ یہ ہے کہ انگریز کے جانے کے بعد یہاں کیا صورت حال ہوگی؟ آیا ہم کو ایک آزاد اور خود مختار قوم کی حیثیت سے اسلامی نظام آئین و قوانین کے بموجب اپنی زندگی بسر کرنا ہے؟ یا ہم کو غیر مسلموں کا محکوم و غلام رہنا ہے۔ ہمارے سامنے ایک نہایت اہم سوال درپیش ہے اور وہ یہ کہ تم کس نظام کے ماتحت زندگی بسر کرنا چاہتے ہو۔ ہماری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ ہم اپنی آئندہ زندگی اسلامی طور طریقے اور آئین و قوانین کے بموجب بسر کرنا چاہتے ہیں اور اس مقصد کے حصول کے لیے ہم کو ایک آزاد اور خود مختار سلطنت کی ضرورت ہے۔

اس کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ نظام زندگی کیا ہے؟ اور کن اصولوں پر اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی جائے گی؟ اس سوال کا جواب مسلمان کے پاس سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ مسلمان کے پیش نظر اس مقصد حیات کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے ساڑھے تیرہ سو برس قبل، دنیا کے سامنے پیش کیا تھا حضرت سرور کونین، فخر دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم جو پیغام الٰہی لے کر تشریف لائے تھے اب وہ ہمارے پاس ہے اور وہ دنیا کی عظیم المرتبت کتاب قرآن شریف میں اب بھی بنی نوع انسان کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے موجود ہے، ہر مسلمان کا دین و ایمان ہے کہ اس کی موت و حیات سب اللہ جل شانہ ہی کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا بادشاہ ہے اور وہی ہمارا حکمران ہے۔

اسلامی تعلیم یہ ہے کہ جو کوئی بھی حکومت کرتا ہے وہ اللہ جل شانہ کی طرف سے حکومت کرتا ہے۔ کیونکہ تمام حاکمیت اور طاقت اللہ جل جلالہٗ ہی کو زیبا ہے اسلامی نظام زندگی انسان کا ساختہ پرداختہ، نہیں ہے بلکہ واقعی طور پر وہ اس دنیا میں عمل پذیر رہ چکا ہے اور اب بھی وہ ہمارے پاس بدستور موجود ہے یہ صحیح ہے کہ جس اسلامی حکومت کا قیام ہمارے پیش نظر ہے، اس کی تشکیل کا نقشہ مرتب کرنا ابھی باقی ہے مگر جیسا کہ میں اوپر کہہ چکا ہوں کہ اگر ہم کو اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کرنا ہے تو ہم کو کن کن اصولوں پر عمل کرنا ہوگا۔ اس کے لیے ہماری جدوجہد اور ہماری ترتیب کیا ہوگی؟ ہمارے تعلیمی اداروں اور درسگاہوں کو اسی ترتیب دینے کی ضرورت ہے۔

اس وقت ہماری قوم کے سامنے جو سب سے زیادہ اہم سوال پیش ہے وہ یہ ہے کہ انگریز کے جانے کے بعد یہاں کیا صورت ہوگی؟ آیا ہم کو ایک آزاد اور خود مختار قوم کی حیثیت سے اسلامی نظام، آئین و قوانین کے بموجب اپنی زندگی بسر کرنا ہے یا ہم کو غیر مسلموں کا محکوم بنا رہنا ہے؟"

محمد اسمٰعیل خاں صدر مجلس عمل آل انڈیا لیگ

منشور ۱۱ر نومبر ۱۹۴۵ء میں محمد اسمٰعیل خاں صاحب صدر مجلس عمل آل انڈیا مسلم لیگ نے علماء سے لیگ کی حمایت کے لیے اپیل کرتے ہوئے فرمایا:-

"لیگ کا نصب العین پاکستان ہے اور لیگ اس پر تلی ہوئی ہے کہ اس سرزمین میں اسلام کی اساسی بنیادوں پر شریعت مطہرہ کی حکومت قائم کرے۔"

مذکورہ بالا اقتباسات پڑھنے کے بعد کسی مسلم یا غیر مسلم کو ہمارے مقصد اور مطمع نظر کو سمجھنے میں کوئی ابہام و اشتباہ نہیں رہ سکتا۔

جس قدر باتیں آئین و نظام اسلامی کے متعلق بطور اعتراض پیش کی جا رہی ہیں ان سب کے سوچنے کا وقت وہ تھا جب دھڑلے سے اعلان کیے جا رہے تھے، جب یہ سب کچھ جان کر اور سمجھ کر دوسری قوم نے تقسیم ہند کے فیصلہ پر دستخط کیے اور پاکستان کی ہندو اقلیت نے ان مقاصد کو مانتے ہوئے ہمارے ساتھ اشتراک عمل کیا اب پاکستان قائم ہونے کے بعد اس نقطۂ نظر سے انحراف کی کوئی وجہ جواز ان کے پاس موجود نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ انڈین یونین کا قیام تو ہندو اور نیشنلسٹ مسلمانوں کی مخلوط مساعی اور قربانیوں کا مرہون منت ہے اور ان کی قومی خصائص و ممیزات کے تحفظ کا داعیہ اس کا محرک ہوا ہے، اب اگر ایک ایسی سیدھی اور صاف بات کو بھی بھلا دیا جائے اور خواہ مخواہ ظلم و ستم کی ٹھان لی جائے تو اس کی حقیقت خوئے بدرا بہانہ بسیار سے زیادہ نہیں

اس جگہ پاکستانی حکومت کو یہ نکتہ بھی نظر انداز نہ کرنا چاہیئے کہ اسلامی نظام حکومت کے خلاف پراپگنڈا کرنے سے ہندو کا ایک گہرا مقصد یہ ہو سکتا ہے کہ اس طرح ارباب اقتدار کے دماغوں کو متأثر کرکے اور اسلامی آئین کی تجویز کو مسترد کراکر پاکستان کے مسلمانوں کو یہاں کی حکومت سے منقطع اور بیزار کرا دے ادھر دفاع پاکستان کے سلسلہ میں مذہبیت کے اس بے پناہ جذبہ کو ٹھنڈا کر دے جو مسلمانوں کے مزاج عمومی کے لحاظ سے پاکستان کی سب سے بڑی طاقت ہے گویا اس طرح ہندو پاکستان کو ضعیف و کمزور بنانے کے لیے دوسری طرف سے حملہ کرنا چاہتا ہے، ہمارے بعض عقلمند زعماً کو یہ بھی اندیشہ ہے کہ مذہبی حکومت بننے کی صورت میں اقوام متحدہ کے ہاں پاکستان کا وقار باقی نہ رہے گا حالانکہ جو دوسرے اسلامی ممالک ہیں انھیں نہ اب تک اقوام متحدہ سے علیحدہ کیا گیا نہ ان کے وقار کو مذہبی دستور کی بنا پر کوئی صدمہ پہنچا۔ نہ ہی وہاں آج تک اقلیتوں نے شور و شغب مچایا، اور نہ شیعہ سنی یا حنفی کا سوال اٹھا۔ پھر پاکستان ہی خطرات سے اس قدر کیوں خائف ہو۔ خصوصاً جب کہ ساری دنیا کو معلوم ہے کہ پاکستان کی بناً ہی دو قوموں کے نظریہ پر رکھی گئی تھی اور دو قوموں کے نظریہ کا بڑا ستون یہی مسلم اور غیر مسلم کا مذہبی اختلاف تھا الحاصل اگر کسی زمانہ میں دوسرے لوگ مادیت، نفسانی جذبات اور ابلیسی وساوس کے پیچھے چل کر ایک اچھی چیز کی طرف سے منہ پھیر لیں یا جی چرانے لگیں تو کیا ضروری ہے کہ آپ بھی ان کی کورانہ تقلید کرنے لگیں بلکہ سچ پوچھیے تو وہی وقت ہوتا ہے جب حق و صداقت کے علمبرداروں کو متوکلاً علی اللہ باطل کے مقابلہ پر پوری ہمت و استقامت کے ساتھ بلاخوف لومۃ لائم سینہ سپر ہو جانا چاہیئے اور دکھا دینا چاہیئے کہ ایسے سخت مخالف حالات میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم نیکی کی قوتوں کو ابھارنے کی صلاحیت رکھتے ہیں!

کمیونزم کے سیلاب کو صرف اِسلامی نظام حکومت ہی روک سکتا ہے۔

اس موقع پر یہ بات بھی فراموش نہ کیجئے کہ آج دنیا میں معاشی اختلال اور اقتصادی عدم توازن کی وجہ سے ملحدانہ اشتراکیت (کمیونزم) کا سیلاب ہر طرف سے بڑھتا چلا آ رہا ہے اس کا صحیح اور اصولی مقابلہ اگر دنیا میں کوئی نظام کر سکتا ہے تو وہ صرف اسلام کا اقتصادی نظام ہے، اگر ہم پاکستان یا عالم اسلامی کو اس بھیانک خطرہ سے بچانا چاہتے ہیں تو اس کی واحد صورت یہی ہے کہ پاکستان میں صحیح اسلامی نظام کا اعلان و آغاز کریں اور تمام اسلامی ممالک کو اسلام کے نام پر اسی کی دعوت دیں اگر اس طرح تمام اسلامی ممالک آئینی طور پر متحد ہو گئے تو قدرتی طور پر وحدت اسلامی قائم ہو جائے گی جس کی ہم سب مدت سے آرزو رکھتے ہیں اور جو اشتراکیت و سرمایہ پرستی دونوں کی روک تھام کے لیے مضبوط آہنی دیوار کا کام دے گی۔

مسئلہ کشمیر میں پاکستان کی کامیابی بھی صرف اسلامی نظام کے اعلان سے وابستہ ہے!!!

ایک اور اہم ترین ہنگامی مسئلہ ہمارے سامنے کشمیر میں استصواب رائے عامہ کا ہے۔ اس میں کامیابی بھی بڑی حد تک اسی اعلان سے وابستہ ہے — ورنہ حکومتِ ہند کی طرف سے جو زبردست پروپگنڈا ہوگا اس کے جواب میں پاکستان کا پہلو بہت کمزور رہے گا اور اگر فرض کیجئے وہاں دوبارہ جنگ کی نوبت آ گئی جو اغلباً کشمیر تک محدود نہ رہے گی تب بھی ہمارے دفاع کے لیے مذہبی سپرٹ ہی بہت زیادہ کام دے گی جو خدائی آئین اور اسلامی نظامِ حکومت کے اعلان سے مسلمانوں میں پیدا ہو سکتی ہے، بہرکیف جس پہلو سے بھی سوچیئے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ہماری مملکت کی خوبی و برکت اور تحفظ و استحکام کا راز اسلامی نظام کے نفاذ میں پوشیدہ ہے اور یہ کہ جس نام سے پاکستان حاصل ہوا اسی نام پر یہ مضبوطی کے ساتھ باقی بھی رہے گا۔

نظام اسلامی کی تنفیذ میں تدریجی رفتار سب مشکلات کا حل اور شبہات کا جواب ہے

سب لوگوں کو یہ خیال گزرتا ہے کہ ابھی تک ہمارا کاروبار جس ڈگر پر چل رہا ہے اسلامی نظام اور اسلامی آئین کا اعلان کرکے ہم اِسے کیسے بدل سکتے ہیں؟ یہ تو ہمارے اجتماعی حالات میں ایسا، انقلاب عظیم ہوگا جو ہماری قومی زندگی کی کایا پلٹ کے رکھ دے گا اور جس کے لیے ہمیں جدید کانسٹی ٹیوشن کے چلانے کے لیے کثیر تعداد میں مناسب رجال کار تیار کرنے پڑیں گے اور بہت طویل عرصہ درکار ہوگا۔

سرزمین پاکستان میں قرآن کریم کے سیاسی اصول کی بنیادوں پر اسلام کی حکومت عادلہ قائم ہوگی جس میں تمام اقلیتوں کے ساتھ منصفانہ بلکہ فیاضانہ برتاؤ کیا جائے گا؟؟

بقیہ تعلیمات مجدد الف ثانی رح

(۱۶) دل تنگ نہ ہونا

پریشان و پراگندہ کرنے والے دنیاوی حالات و اطوار اور ظاہری تفرقہ پیدا کرنے والے حالات سے دل تنگ نہیں ہونا چاہئے۔ یہ حالات اس لائق نہیں کہ عمرگرامی ان پراگندہ حالات کے پیچھے صرف کی جائے۔ کیونکہ یہ جہان فانی ہے (فانی چیزوں میں عمر برباد نہ کریں) اس عمر کو اللہ تعالےٰ کی خوشنودی (والے کاموں) میں بسر کرنا چاہئے۔ اس بارے تنگی ہو یا آسانی مطلوبیت

کے لائق بجز ذات واجب الوجود اللہ تعالیٰ کے اور کچھ نہیں۔ (مکتوب ۱۵۰ - دفتر اوّل)

(۱۷) آج کا کام کل پر نہ چھوڑنا

اَلْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ۔ وقت کاٹنے والی تلوار (کی مانند ہے) خبر نہیں کل تک فرصت دیں یا نہ دیں۔ اس لئے چاہئے کہ ضروری کام کو آج ہی کر لیں اور غیر اہم کام کو کل کے لئے ملتوی کر دیں۔ عقل تو یہی حکم دیتی ہے۔ عقل سے مراد عقلِ معاد (آخرت کے فکر والی) عقل ہے۔ عقلِ معاش (دنیا کمانے والی عقل) نہیں۔ اس بارے میں اور کیا لکھا جائے (عقلمند کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ مکتوب ۱۳۴ - دفتر اوّل)

(۱۸) سلوکِ صوفیاء کا مقصد

صوفیاء کے سلوک کے طریق کا درحقیقت مقصد یہ ہے کہ احکام فقہیہ بجا لانے میں آسانی ہو۔ اور نفس کی سرکشی سے جو تنگی اور دشواری (شرعی احکام بجا لانے میں ہوتی ہے) اس کا ازالہ ہو سکے۔ اس نقیر (حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز) کا اس بات پر یقین ہے۔ صوفیاء کا طریقہ درحقیقت شرعی علوم کا خادم ہے۔ اور شریعت کے برخلاف کوئی امر نہیں۔ کتابوں اور رسالوں میں اس معنیٰ کی تحقیق کی گئی ہے۔ (مکتوب ۲۱۰ - دفتر اوّل)

(۱۹) عقل اور احکام شرعیہ

جو شخص سب احکام شرعیہ کو اپنی عقل پر پرکھتا ہے اور انہیں عقلی دلائل کے برابر کرنا چاہتا ہے وہ شخص شانِ نبوّت کا منکر ہے۔ ایسے شخص کے ساتھ احکام شرعیہ کے بارے میں بات چیت کرنا بے عقلی ہے ؎

زانکس کہ بقرآں و خبر می نرہی
آنست جوابش کہ جوابش نہ دہی

(مکتوب ۲۱۴ - جلد اوّل)

یعنی جو شخص قرآنِ کریم اور اس کی علمی شرح حدیث شریف کے احکام کو برحق جان کر بلاچون و چرا اور حیل و حجّت کے ان پر عمل پیرا نہیں ہوتا ایسا کورمغز اگر شریعت کے بارے میں کوئی سوال کرے تو اس کو جواب نہ دیا جائے اور خاموشی اختیار کی جائے۔ تاکہ وہ فضول بحث کا دروازہ نہ کھولے۔

(۲۰) حصولِ عقلِ معاد

عقلِ معاش (صرف دنیاوی بود و باش کی عقل) کوتاہ بینی ہے۔ اور عقلِ معاد (آخرت کی فکر والی عقل) بڑی تیز نظری ہے۔ عقلِ معاد حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام کو نصیب ہے۔ اور عقلِ معاش دولت مندوں اور دنیا داروں کو مرغوب ہے۔ دونوں قسم کی عقلیں ایک دوسرے سے دُور ہیں۔ عقلِ معاد کے حصول کے اسباب یہ ہیں :-

۱ - موت کا ذکر
۲ - احوال آخرت کا تذکرہ۔
۳ - ان حضرات کی صحبت جو یادِ آخرت کی دولت سے مالامال ہیں ؎

دادیم ترا از گنج مقصود نشان
گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

(مکتوب ۲۱۹ - جلد اوّل)

جامعہ اشرفیہ شاہ کوٹ کا داخلہ شروع ہے

طلبہ و طالبات کے حفظ و ناظرہ کے شعبہ جات کے علاوہ درجہ کتب کا شعبہ سابقہ روایات کے مطابق کامیابی سے چل رہا ہے۔ حضرت مولانا حافظ غلام مصطفےٰ فاضل رشیدی اور مولانا برکت اللہ فاضل رشیدی جیسے محنتی، مخلص اساتذہ کام کرتے ہیں مہمان طلبہ کی جملہ ضروریات کا مدرسہ کفیل ہے۔

عبداللطیف انور جالندھری مہتمم جامعہ اشرفیہ شاہ کوٹ

5460

جامعہ حنفیہ کریمیہ شاہ پور صدر ضلع سرگودھا کا داخلہ

جامعہ حنفیہ کریمیہ شاہ پور صدر جس کی تحریک حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی نے فرمائی تھی اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری رحؒ کے ارشاد سے قائم کیا گیا تھا اور اب سرپرستی مولانا محمد صاحب انوری فرما رہے ہیں کئی سال سے تبلیغی و تعلیمی خدمات بہترین سرانجام دے رہا ہے الحمدللہ داخلہ یکم شوال سے شروع ہے۔ اس سال مولانا قاری محمد خان کتب درسی پڑھا رہے ہیں، لائق و محنتی مدرس ہیں ـــ قرآن مجید باتجوید حافظ قاری محمد سرور سہارن پوری پڑھا رہے ہیں اور مہتمم مولانا عبدالکریم مظاہری تفسیر القرآن کا صبح درس دیا کرتے ہیں۔ لہٰذا محنتی و شائقین طلباء، فوری داخلہ حاصل کریں۔

جلسۂ عام

مدنیہ مسجد مہاجر آباد ملتان روڈ نواں کوٹ میں ۲۵ رجنوری بروز اتوار صبح ۱۰ بجے وسیع میدان میں ہو رہا ہے جس میں مولانا ضیاء القاسمی، مولانا محمد اشرف ہمدانی، مولانا قاری عبدالحی عابد مولانا منظور الحق، مولانا قاری عبدالعزیز، سید امین گیلانی مرزا غلام نبی جانباز تشریف لا رہے ہیں۔ (احسان اللہ فاروقی)

داخلہ قاری کلاس دوسالہ

مدرسہ قاری کلاس گکھڑ کا کورس تعلیم دو سال کر دیا گیا ہے داخلہ ابھی جاری ہے۔

صرف پرائمری پاس، مڈل پاس، فارغ التحصیل مولوی صاحبان جو حافظِ قرآن ہوں داخلہ کے لئے فوراً رجوع کریں۔

میٹرک پاس غیر حافظ قرآن بھی داخل ہو سکتے ہیں۔

المشتہر

حاجی اللہ دتہ بٹ مہتمم مدرسہ قاری کلاس گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

5855

اشتہار برائے ٹیوشن

دسویں جماعت کے وہ طلباء جو ٹیوشن (بغیر فیس) پڑھنے کے خواہاں ہوں مندرجہ ذیل پتہ پر رجوع فرمائیں۔

وقت ملاقات ۴ بجے بعد دوپہر

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت بیرون دہلی دروازہ شاہ محمد غوث لاہور

المشتہر: محمد علی جالندھری امیر مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

ضرورت ہے

ایک تجربہ کار، محنتی استاد اور بزرگ قاری کی ضرورت ہے۔ مشاہرہ حسب لیاقت ہوگا۔ مدرسہ میں حفظ و ناظرہ، تجوید درس نظامی اور پہلی سے مڈل تک کا داخلہ شروع ہے۔ بیرونی طلباء کے لئے قیام و طعام کے علاوہ دوسری سہولتیں بھی میسّر ہیں۔ خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر کریں :-

ناظم تعلیمات مدرسہ کاشف العلوم رجسٹرڈ جوہر آباد ضلع سرگودھا۔

بچوں کا صفحہ

حجۃ الوداع

یعنی رخصتی حج سنہ ھ ذوالحجہ

حضرت مولانا محمد میاں مدظلہٗ

سنہ ھ ذی قعدہ کا مہینہ آیا۔ عرب میں حج کا اعلان کرا دیا گیا۔ سب طرف سے لوگ آنے لگے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مبارک سواری ۲۶ر ذی قعدہ کو مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئی۔ شمع رسالت کے گرد ہزاروں پروانوں کا ہجوم ہے۔ باقی پروانے اٹھتے جاتے ہیں اور راستہ میں ملتے جاتے ہیں۔

ایمان اور اسلام کے شہسواروں کا نورانی قافلہ ہے جس کے سر پر سارے آقاؤں کے مشفق آقا کی رحمت کا چتر ہے وہ اپنی خوش قسمتی پر اِٹھلاتا ہوا چل رہا ہے۔

ذی الحجہ سنہ ھ کی چوتھی تاریخ ہے۔ رحمت کا لشکر بلدِ حرام میں داخل ہو رہا ہے۔ مکہ کی زمین پاک قدموں کی برکت لے رہی ہے۔ اللہ کا گھر استقبال میں کھڑا ہے۔ کم و بیش ایک لاکھ صحابہ کا مجمع ہے۔

قواعد حج کے موافق ۹ر ذی الحجہ کو مقام عرفات پر یہ سب حضرات پہنچے ہیں، گویا نور کا میلہ لگتا ہے، نورانی بزرگوں کا بادشاہ اپنی اونٹنی پر بیٹھا ایک تقریر فرماتا ہے۔ اس کا ایک ایک فقرہ دنیا کے لئے ترقی اور ہدایت کا سبق ہے۔ چند جملوں کا ترجمہ یہ ہے:۔

"اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، واحد کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا، اپنے بندہ کو کامیاب کیا۔

تن تنہا تمام ٹولیوں کو پسپا کر دیا۔ وہی تعریف کا مستحق ہے، ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں، اسی سے مدد چاہتے ہیں۔ اسی سے مغفرت مانگتے ہیں۔ اور گواہی دیتے ہیں کہ اس اکیلے معبود کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کا بندہ اور پیغامبر ہے۔

لوگو! میں تمہیں خوفِ خدا کی وصیت کرتا ہوں، دیکھو صرف چار چیزیں ہیں۔ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ، کسی کی ناحق جان نہ لو، زنا نہ کرو، چوری نہ کرو۔ اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور تمہارے بعد کوئی نئی امت نہیں۔

کیا تم سنتے نہیں، لوگو! سنو، اپنے پروردگار کی عبادت کرو، پانچوں نمازیں پڑھو، رمضان کے روزے رکھو، زکوٰۃ ادا کرو، اسلامی حاکموں کی فرمانبرداری کرو، اور اپنے رب کی جنت میں خوش خوش داخل ہو جاؤ۔

لوگو! میری سنو، سنو، شاید تم اس کے بعد مجھے نہ دیکھو گے، اے لوگو! اپنی عورتوں پر تمہارا حق ہے اور ان کا تم پر۔ تمہارا حق عورتوں پر یہ ہے کہ وہ تمہاری آبرو کی حفاظت کریں، کوئی بدکاری عمل میں نہ لائیں۔ عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ خوش دلی سے کھانا کپڑا دو۔ عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کچھ خرچ نہ کرے۔

دیکھو! عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، وہ خدا کی بندیاں ہیں۔ خدا نے تم کو اُن پر بڑائی دی ہے۔ عورتوں کے معاملہ میں خوفِ خدا سے کام لو۔

اے لوگو! سنو، جہاد فی سبیل اللہ میں ایک شام یا ایک صبح چلنا بھی دنیا اور دنیا کی سب دولتوں سے بڑھ کر ہے۔

اے لوگو! میری سنو اور زندگی پاؤ۔

خبردار! ظلم نہ کرنا، خبردار! ظلم نہ کرنا، خبردار! ظلم نہ کرنا، کسی شخص کا بھی مال بغیر اس کی رضامندی کے لینا روا نہیں۔

مسلمانو! خبردار!! خبردار!!! میرے بعد گمراہ اور کافر مت ہو جانا۔ کہ آپس میں گردنیں مارتے پھرو۔ میری سنو! اور خوب سمجھو، یاد رکھو، ہر مسلمان، ہر مسلمان کا بھائی ہے اور سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی۔ دیکھو، آپس میں ظلم مت کرو۔ کسی کی آبرو مت گراؤ۔

میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ جن کے ہوتے ہوئے تم کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ بشرطیکہ انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو۔ وہ کیا ہیں؟ اللہ کی کتاب اور اس کے نبیؐ کی سنّت۔

اے لوگو! بتاؤ میں نے خدا کے احکام پہنچا دیئے۔ جب تم سے میری بابت سوال ہوگا تو کیا کہو گے؟

سب نے جواب دیا "ہم لوگ گواہی دیں گے آپ نے پیغام پوری طرح پہنچا دیا، امانت داری کر دی، نصیحت میں کوتاہی نہیں کی۔

اس پر آپؐ نے فرمایا۔ خدایا! گواہ رہ، خدایا! گواہ رہ، خدایا گواہ رہ۔

پھر صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "دیکھو! جو یہاں موجود ہیں وہ سب باتیں دوسروں تک پہنچا دیں"

اس موقع پر خدا کی طرف سے دین کے مکمل ہونے کی تصدیق بھی نازل ہو گئی یعنی خدا کا فرمان نازل ہوا جس کا مطلب یہ ہے:۔

"آج تمہارا دین مکمل ہو گیا۔ تم پر خدا کی نعمت پوری ہو گئی۔ تمہارے دین سے خدائے تعالیٰ راضی ہو گیا"

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ۔

●

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۴۵

منظور شدہ محکمۂ تعلیم: (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۶۷۶۸-۲-۹DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا